قرآنِ مُبین

۲۵ (25)

آسان ترین، واضح اردو ترجمہ

از

ڈاکٹر محمد حسَن
بی۔اے آنرز، ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی

www.drhasanrizvi.org

باسمہ تعالیٰ

"قرآنِ مبین"

(مترجم وشارح)

ڈاکٹر محمد حسن رضوی

بی۔اے آنرز۔ایم۔اے، پی ایچ۔ڈی

شہادۃ العلامۃ معادلۃ دکتورا من علماء الازہر

مترجم اصولِ کافی در انگریزی مطبوعہ ایران وپاکستان

ڈپٹی ڈائرکٹر: اسلامک ریسرچ سنٹر، شاہراہ پاکستان - پروفیسر: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی۔

ڈائرکٹر تصنیف وتالیف: ــــــ 'میزان فاؤنڈیشن' ــــــ 'امام حسینؑ فاؤنڈیشن'

(خصوصیاتِ ترجمہ وشرح)

(۱) ــــ آسان ترین واضح اُردو ترجمہ۔ روزمرّہ کی بول چال کی زبان میں۔

(۲) ــــ بڑے بڑے جلی حروف میں، نہایت خوبصورت واضح کتابت۔

(۳) ــــ ترجمہ اور شرح دونوں محمدؐ و آلِ محمدؐ کے ارشادات کے عین مطابق۔

(۴) ــــ احادیث رسولؐ وائمہ معصومینؑ کے مکمل حوالوں کے ساتھ۔

(۵) ــــ ترجمہ میں معنی اور مفہوم کے تسلسل اور ربط کو برقرار رکھا گیا ہے۔

(۶) ــــ ترجمہ میں مطلب بندی (پیراگرافنگ) کی گئی ہے تاکہ مفاہیم ومطالب کے سمجھنے میں کسی قسم کی الجھن پیدا نہ ہو۔

(۷) ــــ شرح میں آیات کی مرکزی تعلیمات اور منطقی نتائج سے خاص طور پر بحث کی گئی ہے تاکہ قرآن پر غور وفکر کرنے کی صلاحیتیں بیدار ہوسکیں۔

(۸) ــــ شرح میں کسی مسلک کے مسلمان یا غیر مسلمان کی دل آزاری نہیں کی گئی ہے صرف حقائق کو دلائل، حوالوں اور احادیث کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ ترجمہ اور شرح تبلیغ کے لئے بے حد مفید ہوگا۔ (انشاءاللہ)

(۹) ــــ صرف ضروری تشریحات کی گئی ہیں۔ غیر ضروری الجھاؤ اور پھیلاؤ سے گریز کیا گیا ہے تاکہ عام آدمی کی توجہ قرآن کی مرکزی تعلیمات پر مرکوز رہے اور تفسیر، مناظرہ نہ بن جائے۔

(۱۰) ــــ تمام اہم جدید وقدیم، تمام مذاہب کے مفسرین سے مفید مطلب استفادہ کیا گیا ہے تاکہ مختلف فقہاء، عرفاء اور مفسرین کی کاوشوں کا بھی علم ہوسکے۔

www.drhasanrizvi.org

اِشاریہ پارہ نمبر ۲۵ "اِلَیہِ یُرَدُّ"

بقیہ سورہ "حامیم سجدہ"

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	قیامت کے دن کا علم صرف خدا کو ہے۔ خدا کے علم کی وسعت اور ردِ شرک اور انسان کا مشرکانہ اور متکبرانہ طرزِ عمل	۱۷۶۳-۱۷۶۵
۲	انفس و آفاق میں خدا کی نشانیاں اور قرآن کی تعلیمات کا برحق ہونا	۱۷۶۶

سورۂ شوریٰ (آپس میں مشورہ کرنے کا حکم دینے والا سورہ)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	معرفتِ خداوندی۔ قرآن کی معرفت اور وسعت۔ اختلاف میں خدا کی حکمت اور خدا کی قدرت	۱۷۶۸
۲	خدا کا جوڑے پیدا کرنا۔ رزق میں وسعت دینا۔ لوگوں میں تفرقہ کا سبب	۱۷۷۱-۱۷۷۴
۳	قرآن حق و باطل کی میزان ہے۔ اور قیامت کا آنا یقینی ہے	۱۷۷۶
۴	دنیا اور آخرت کے چاہنے والوں کا انجام	۱۷۷۷
۵	ظالموں اور متقین کا انجام، اور رسولؐ کی رسالت کا معاوضہ محبتِ اہلِ بیتؑ ہے	۱۷۷۸-۱۷۸۰
۶	مومنین صالحین کی دعا قبول ہوتی ہے۔ سب کو وسعتِ رزق ملتی تو انجام خراب ہوتا	۱۷۸۱
۷	خدا کے وجود، رحمت، قدرت اور نعمت کا ثبوت اور دنیا کی حقیقت، مومنین کی صفات	۱۷۸۲-۱۷۸۵
۸	مشورے لینے کا حکم۔ بدلہ لینے یا معاف کرنے کی تعلیم اور اصول۔ ظالموں کا انجام	۱۷۸۶
۹	انسان کی کم ظرفی۔ خدا کی معرفت اور عطائیں اور خدا کے کلام کرنے کے انداز، معرفتِ رسولؐ	۱۷۹۰

سورۂ زخرف (سونے چاندی کی چمک دمک کے بیان والا سورہ)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	قرآن کی معرفت۔ درسِ عبرت، خدا کی قدرت، نعمت اور حکمت کا بیان	۱۷۹۳

www.drhasanrizvi.org

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۷۹۶	سواری پر سوار ہونے کے آداب - فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہنے والوں کو منہ توڑ جواب -	۲
۱۷۹۸-۱۸۰۱	کافروں کا عقیدۂ جبر اور آبا پرستی - ابراہیمؑ کی تعریف اور ان کا باقی رہنے والا کلمہ	۳
۱۸۰۲	کافروں کا احمقانہ مطالبہ اور اس کا جواب - معرفت رسولؐ - خدا کا اپنی رحمت تقسیم کرنا -	۴
۱۸۰۳	کافروں کو خدا بے حد مال دیتا اگر مومنین گمراہ نہ ہوتے	۵
۱۸۰۴	جو خدا کی یاد سے اندھا ہوتا ہے اس کا بُرا انجام - تمام پیغمبروںؑ کا پیغام ایک ہے	۶
۱۸۰۷	حضرت موسیٰؑ کا قصہ	۷
۱۸۱۱	حضرت عیسیٰؑ کی معرفت اور فضیلت اور اُن کا پیغام	۸
۱۸۱۴	خدا کے فرماں برداروں کا اچھا انجام - اور مجرموں کا بُرا انجام	۹
۱۸۱۷-۱۸۲۰	خدا کے بیٹے ہونے کی تردید، معرفتِ خداوندی اور ردِ شرک	۱۰

سورۂ دخان (دھویں کے ذکر والا سورہ)

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۸۲۱	شب قدر کی فضیلت اور حقیقت - اور معرفتِ خداوندی - قیامت اور دھواں	۱
۱۸۲۳-۱۸۲۶	فرعون کا امتحان اور اُس کا بُرا انجام - بنی اسرائیل کی فضیلت اور درس عبرت	۲
۱۸۲۷	کائنات کو بے مقصد نہیں بنایا - ہر شخص کے عمل کا فیصلہ ہوگا - گناہگاروں کی غذائیں -	۳
۱۸۲۹	متقین کا بہترین انجام	۴

سورہ جاثیہ (گھٹنوں کے بل گرے ہوئے ہونے کے بیان والا سورہ)

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۸۳۰	قرآن کی معرفت - انسان اور حیوان کی پیدائش میں خدا کی نشانیاں - خدا کی قدرت وحکمت و نعمت اور اتمام حجت	۱
۱۸۳۵	بنی اسرائیل پر خدا کے احسانات اور اُن کا آپس میں اختلاف کرنا - اور اس کا انجام	۲
۱۸۳۶	عدلِ خداوندی - اپنی خواہشات کو مقصدِ زندگی بنانے کا بدترین انجام - اُن کی اصل غلطی اِنکارِ آخرت	۳
۱۸۳۹	دوبارہ زندہ ہونے کا ثبوت اور کافروں اور آیتوں کے انکاریوں کا بُرا انجام	۴
۱۸۴۲	کافروں کو دنیا کی زندگی نے دھوکا دیا - معرفتِ خداوندی	۵

www.drhasanrizvi.org

قیامت (کے آنے) کا عِلم ہر پھر کر خدا
ہی کی طرف لَوٹتا ہے (یعنی اللہ کے سِوا کوئی
نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی[1]۔ یہاں
تک کہ) کوئی پھل اَپنے غِلافوں یا شگوفوں
سے نہیں نِکلتا، اور نہ کِسی ماں کے پیٹ
میں کوئی بچّہ موجود ہے، اور نہ وہ اُس کے
ہاں پیدا ہوتا ہے، مگر یہ کہ اللہ اُس کو
جانتا ہے۔ پھر جِس دن وہ اِن لوگوں کو
پُکارے گا کہ (بتاؤ) "کہاں ہیں وہ میرے
شریک[2]؟" تو وہ کہیں گے کہ: "ہم تو آپ
کو (پہلے ہی) بتا چکے ہیں کہ اَب ہم میں
سے کوئی بھی اَیسا نہیں جو اُن (کے خدا
ہونے) کی گواہی دے[3]" (۴۷) اُس وقت وہ سارے

اِلَیۡہِ یُرَدُّ عِلۡمُ السَّاعَۃِ ؕ وَ مَا تَخۡرُجُ مِنۡ ثَمَرٰتٍ
مِّنۡ اَکۡمَامِہَا وَ مَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰی وَ لَا تَضَعُ اِلَّا
بِعِلۡمِہٖ ؕ وَ یَوۡمَ یُنَادِیۡہِمۡ اَیۡنَ شُرَکَآءِیۡ ۙ قَالُوۡۤا
اٰذَنّٰکَ ۙ مَا مِنَّا مِنۡ شَہِیۡدٍ ﴿۴۷﴾

---

[1] اس آیت میں خدا کی صفت علم کا بیان ہے کہ اس کا علم کامل اور ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اور خدا ہی قیامت کے دن کا علم رکھتا ہے - یہ جواب ہے اس سوال کا کہ قیامت کب آئے گی؟

***

[2] "میرے شریک" سے مراد وہ ہیں جن کی لوگ خدا کے سوا عبادت کرتے ہیں - (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۹ بحوالہ تفسیر قمی)-

***

[3] ان مشرکوں کا یہ کہنا "اب ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جو ان کے خدا ہونے کی گواہی دے" کا مطلب یہ ہے کہ اب ہم میں سے کوئی بھی ان کو تیرا شریک ہونے کی گواہی نہیں دے گا - (مدارک) - کیونکہ اب حقائق ہم پر کھل چکے ہیں اور شرک کے برے نتائج کو دیکھ کر ہم نے ان جھوٹے خداؤں سے تبرا یعنی علیحدگی اختیار کر لی ہے - یا اس کا مطلب یہ ہے کہ اب وہ جھوٹے خدا ہمیں یہاں کہیں دکھائی نہیں دے رہے - گویا وہ ہم سے گم ہو گئے ہیں - (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۹)

***

www.drhasanrizvi.org

(جھوٹے خدا) اُن سے غائب ہو جائیں گے جنھیں وہ پُکارا کرتے تھے۔ تب وہ لوگ سمجھ لیں گے[1] کہ اَب اُن کے لئے بھاگنے یا پناہ لینے کی کوئی جگہ نہیں (۴۸)

آدمی کبھی اپنی بھلائی اور فائدے کے لئے دُعا کرنے سے نہیں تھکتا۔ اور جب کوئی مصیبت یا بُرائی پہنچ جاتی ہے تو وہ ایک دم سے مایوس ہو کر نا اُمّید ہو جاتا ہے[2] (۴۹) اگر ہم اُسے سختی کا وقت گزر جانے کے بعد اپنی رحمت کا مَزہ چکھاتے ہیں، تو وہ کہتا ہے کہ: "یہ تو میرا حق ہے (یا) میں تو اِسی کا مستحق ہوں۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت کبھی آئے گی۔ اور اگر کبھی واقعًا میں اپنے پالنے

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَدْعُونَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيصٍ ﴿۴۸﴾

لَا يَسْأَمُ الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ ﴿۴۹﴾

وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْ بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَٰذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِنْ

---

[1] یہاں ظن کے معنی گمان کے نہیں بلکہ یقین کے ہیں۔ قرآن میں اور کئی مقامات پر بھی ظن کے معنی یقین ہیں۔ (قرطبی۔ روح۔ ابن کثیر)

***

[2] مومن کو اپنی ہر غیر اختیاری یا تکوینی مصیبت کے آنے پر خدا سے اجر ملنے کی توقع رہتی ہے اور وہ خدا پر ہی بھروسہ رکھتا ہے۔ البتہ منکر خدا اس دولت سکون اور زخم پر اس ٹھنڈے مرہم کے لگے رہنے کی دولت سے محروم رہتا ہے۔ وہ حسرت و یاس کے ساتھ تڑپتا رہتا ہے۔ (ماجدی)۔ یہاں انسان سے مراد ناشکرا اور حریص انسان ہے اور مراد کافر ہے (قرطبی، معالم از سدی) "خیر" یعنی بھلائی سے مراد صحت، عزت اور حکومت ہے۔ (قرطبی و ابن کثیر)۔

***

www.drhasanrizvi.org

والے مالک کی طرف لَوٹایا بھی گیا، تو وہاں
بھی میرے لئے بھلائی ہی بھلائی ہوگی (یا)
وہاں بھی میں مزے ہی اُڑاوُں گا۔"[1] حالانکہ
ہم حق کا اِنکار کرنے والے کافروں کو ضرور
یہ بتا کر رہیں گے کہ اُنھوں نے کیا کچھ کیا
تھا، اور پھر ہم اُنھیں بڑی ہی گندی اور
سخت سزا کا مَزہ بھی ضرور چکھائیں گے (۵۰)
اور جب ہم اِنسان کو نِعمت دیتے ہیں
تو وہ ہم سے اَپنا مُنہ پھیر لیتا ہے، اور اَکڑ
جاتا ہے۔ اور جب اُسے کوئی مُصیبت چھُو جاتی
ہے، تو خُوب لمبی چوڑی دُعائیں مانگنے لگتا
ہے (۵۱)
آپؐ اُن سے کہیں کہ: "کیا تم نے اِس

رُّجِعۡتُ اِلٰی رَبِّیۡۤ اِنَّ لِیۡ عِنۡدَہٗ لَلۡحُسۡنٰی ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ
الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِمَا عَمِلُوۡا ۫ وَ لَنُذِیۡقَنَّہُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ
غَلِیۡظٍ ﴿۵۰﴾
وَ اِذَاۤ اَنۡعَمۡنَا عَلَی الۡاِنۡسَانِ اَعۡرَضَ وَ نَاٰ بِجَانِبِہٖ ۚ
وَ اِذَا مَسَّہُ الشَّرُّ فَذُوۡ دُعَآءٍ عَرِیۡضٍ ﴿۵۱﴾

---

[1] مطلب یہ ہے کہ اگر قیامت قائم ہوئی بھی تو وہاں خدا کے حضور بھی میرے لئے بھلائی اور عزت ہی ہوگی۔ کیونکہ میں ہوں ہی بہت قابل اور اعلیٰ قسم کا انسان۔ کیونکہ مجھے دنیا میں جو نعمت ملی ہے وہ اسی لئے تو ملی ہے کہ میں اس کا مستحق ہوں تو یہی حق مجھے آخرت میں بھی حاصل ہوگا۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۹)

***

بات پر غور کیا کہ اگر یہ قرآن واقعاً خدا
ہی کی طرف سے ہوا، اور تم اِس کا اِنکار
پر اِنکار ہی کرتے رہے، تو پھر اُس شخص سے
زیادہ بھٹکا ہوا گمراہ آدمی اور کون ہوگا جو اِس
کی شدید مخالفت میں بہت دُور تک نکل گیا ہو؟[۱] (۵۲)
عنقریب ہم اُن کو اَپنی نشانیاں کائنات میں
بھی دکھائیں گے اور خود اُن کے نفس یا وجود
کے اندر بھی[۲]۔ یہاں تک کہ اُن پر یہ بات کھُل
کر ثابت ہو جائے کہ یہ (قرآن) بالکل سچّی حقیقت
ہے (یعنی) قرآنی تعلیمات برحق اور سچّی ہیں۔ تو
کیا یہ بات کافی نہیں کہ تمھارا پالنے والا مالک
ہر چیز پر حاضر و ناظر ہے؟ (یعنی کیا لوگوں کو اُن
کے بُرے انجام سے ڈرانے کے لئے یہ بات کافی

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ
بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾
سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى
يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۭ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ
عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۵۳﴾

---

[۱] بجائے اس کے کہ صاف صاف خدا یہ فرمادیتا کہ تم سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا اس نے یوں کہا کہ "اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جو ایسی شدید مخالفت میں مبتلا ہو"۔ یہ ایک مہذب انداز ہے رواداری کا کہ بات بھی پوری طرح سے کہہ دی جائے مگر اس کی تلخی کم سے کم ہو (فصل الخطاب)۔

***

[۲] یوں تو پوری کائنات خدا کی مخلوق ہونے کی وجہ سے خدا کے وجود کا پتہ دیتی ہے۔ جیسے تصویر مصور کا پتہ دیتی ہے اور عمارت معمار کی نشاندہی کرتی ہے یعنی تمام عالم ہی اس کی طرف ذہن کو منتقل کرتا ہے۔ مگر نفس انسانی کو خدا نے عالم امکان میں اپنے اوصاف و صفات کا آئینہ بھی بنا دیا ہے لہذا نفس انسانی پر غور کرنے سے ذہن اسی طرح اللہ کی طرف منتقل ہوتا ہے جیسے تصویر کو دیکھ کر اس شخص کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے جس کی وہ تصویر ہوتی ہے۔ اب جتنا نفس کامل ہوگا، اتنا ہی وہ خدا کی معرفت کا بہتر اور کامل ذریعہ ہوگا۔ بالآخر ایسے تمام نفوس "وجہ اللہ" یعنی اللہ کا چہرہ کہلائے جانے کے مستحق ہو جاتے ہیں کیونکہ چہرہ ہر شخص کی معرفت کا ذریعہ ہوتا ہے (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

اَلَاۤ اِنَّهُمۡ فِىۡ مِرۡيَةٍ مِّنۡ لِّقَآءِ رَبِّهِمۡ ؕ اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىۡءٍ مُّحِيۡطٌ ﴿۵۴﴾

اٰيَاتُهَا (۵۳) سُوۡرَةُ الشُّوۡرٰى مَكِّيَّةٌ (۴۲) رُكُوۡعَاتُهَا (۵)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

حٰمٓ ۚ ﴿۱﴾

عٓسٓقٓ ﴿۲﴾

نہیں کہ جو بُرے کام وہ کر رہے ہیں، اللہ اُن سب کو خُوب دیکھ رہا ہے) ﴿۵۳﴾ معلوم ہونا چاہئے کہ وہ لوگ اَپنے پالنے والے مالک سے ملاقات ہی میں شک کر رہے ہیں۔ جب کہ اُنھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ حقیقتاً خدا ہر چیز کو (اَپنے عِلم و قدُرت سے پُوری طرح) گھیرے ہوئے ہے[1] ﴿۵۴﴾

ع ۱۰ ۶

آیات ۵۳ سورۂ شوریٰ مکّی رکوعات ۵

(باہمی رائے مشورہ کا حکم دینے والا سورہ)

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے

حا، میم ﴿۱﴾ عین، سین، قاف[2] ﴿۲﴾ اِسی طرح

---

[1] کیونکہ اللہ کی بارگاہ میں حاضری یعنی قیامت کے بارے میں جتنے اعتراضات ہیں وہ سب دو باتوں کے سامنے رکھنے سے دور ہو جاتے ہیں۔ (۱) خدا کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ یعنی کوئی چیز خدا کے علم سے باہر نہیں۔ اس لئے دوبارہ زندہ کرنے کا طریقہ بھی اس کو معلوم ہے۔ اور دوسرے یہ کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ اس لئے وہ مردوں کو زندہ کر دینے پر بھی قادر ہے۔ (فصل الخطاب)۔

***

[2] امام محمد باقرؑ نے اپنے آبائے طاہرینؑ سے روایت فرمائی کہ رسول خداؐ نے فرمایا "حروف مقطعات اللہ کے اسم اعظم (کے اجزاء) ہیں جنھیں کوئی رسولؐ یا امامؑ آپس میں خاص طریقے سے جوڑلے تو وہ اسم اعظم بن جاتے ہیں۔ جس کے ذریعہ جو دعا بھی مانگی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے"۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۵۰ بحوالہ تفسیر قمی)

***

www.drhasanrizvi.org

كَذٰلِكَ يُوحِيٓ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٣﴾

اللہ آپؐ کی طرف، اور آپؐ سے پہلے گزرے ہوئے (رسولوںؑ) کی طرف، وحی بھیجتا رہا ہے،[1] وہی اللہ جو زبردست طاقت اور عزّت والا بھی ہے، اور گہری حقیقتوں کے مطابق دانائی کے ساتھ بالکل ٹھیک کام کرنے والا بھی ﴿٣﴾

لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ﴿٤﴾

آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے، سب اُسی کا ہے اور وہی بلند و برتر بھی ہے اور بہت بڑے مرتبہ والا بھی ﴿٤﴾

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِن فَوْقِهِنَّ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَن فِي

قریب ہے کہ (تمھارے گناہوں کی وجہ سے) آسمان اُوپر سے پھٹ پڑیں،[2] (مگر کیونکہ) فرشتے اَپنے پالنے والے مالک کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہتے ہیں اور زمین والوں کے لئے خدا سے معافی بھی طلب کئے جاتے ہیں، (اِس لئے آسمان نہیں پھٹتے)

---

[1] یعنی جیسے اب تک وحی آپؐ پر آتی رہی ہے، ویسے ہی یہ سورہ آپؐ پر بذریعہ وحی اتارا جا رہا ہے۔ اور یہ معنی بھی ہیں کہ جس طرح اب تک آپؐ پر جو وحی اتری ہے وہ حقائق و دقائق و معارف سے بھری ہوئی تھی، اسی طرح یہ وحی بھی حقائق و دقائق و معارف سے لبریز ہے۔ (تبیان)

***

[2] ایک تصور تو یہ ہے کہ قیامت کے دن آسمان اور زمین پھٹ جائیں گے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ اس سے عظمت خدا کا اظہار مقصود ہے۔ اور تیسرے معنی یہ ہیں کہ کفار و مشرکین کی گستاخیوں اور بداعمالیوں کی شدت کا اظہار ہے کہ وہ ایسی ہیں کہ ان سے آسمان پھٹ جائیں۔ (تبیان)۔

***

www.drhasanrizvi.org

معلوم ہونا چاہئے کہ حقیقتاً اللہ بڑا معاف
کرنے والا، اپنی رحمت سے ڈھک لینے والا
اور مسلسل بے حد رحم کرنے والا ہے ⑤ اور
جنھوں نے خدا کو چھوڑ کر دُوسرے سَرپرست
بنا رکھّے ہیں، تو اللہ اُن پر نگراں ہے (یعنی
اُن کی حرکتوں کو دیکھ رہا ہے) اور آپؐ اُن
کے ذمّہ دار یا ٹھیکیدار نہیں ہیں ⑥

اور اِسی طرح ہم نے مناسب ترین الفاظ
اور پیرایہ میں یہ قرآنِ عربی آپؐ کی طرف
وحی کیا ہے تاکہ آپؐ "اُمّ القریٰ" (یعنی) بستیوں
کے مرکز (شہرِ مکّہ) اور اِس کے چاروں طرف
رہنے والوں کو بُرائی کے بُرے انجام سے خبردار
کریںؑ اور سب کے اِکھٹّا کئے جانے والے دن

الْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ⑤
وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ
عَلَيْهِمْ ۖؗ وَمَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ⑥
وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ
الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ

ے رسول خداؐ کی ہدایت کا تعلق صرف مکہ
والوں سے ہی نہیں بتایا گیا بلکہ ارد گرد
والے کہہ کر وسعت پیدا کر دی گئی۔
روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ زمین
کے وسط میں ہے اس لئے اس کے اردگرد
سے مراد پوری دنیا ہے۔ یعنی آپؐ پوری
دنیا کے تمام انسانوں کے لئے سرچشمہ
ہدایت ہیں۔ (مجمع البیان، جلالین، ابن
جریر از ابن عباسؓ و تفسیر کبیر)۔
مکہ کو ام القریٰ اس لئے بھی کہا گیا کہ
زمین کعبہ کے چاروں طرف سے پھیلنا
شروع ہوئی اور پھر پھیلتی ہی چلی گئی۔ گویا
زمین اسی نقطہ سے پیدا ہوئی ہے۔ (تفسیر
صافی صفحہ ۴۵ و صفحہ ۱۵۹ بحوالہ تفسیر قمی)۔

***

www.drhasanrizvi.org

سے ڈرائیں، جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ (جس دن) ایک گروہ کو تو جنّت میں جانا ہے، اور دُوسرے گروہ کو جہنّم میں ⑦ اگر اللہ چاہتا تو سَب کے سَب کو ایک ہی گروہ، ایک اُمّت (یا) ایک ہی مذہب والا بنا دیتا۔ لیکن وہ جسے چاہتا ہے، اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے۔ جَب کہ ظالموں کا نہ تو کوئی سرپرست ہے، اور نہ کوئی مددگار ⑧ تو کیا اُنھوں نے اُس (خدا) کو چھوڑ کر دُوسرے ولی یا سرپرست اِختیار کر رکھّے ہیں؟ تو اصل ولی یا سرپرست تو اللہ ہی ہے (کیونکہ) وہی مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر بھی ہے (یعنی ولی یا سرپرست ہر کوئی

فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ⑦
وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِنْ
يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ۚ وَالظَّالِمُونَ مَا لَهُمْ
مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ⑧
أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۖ فَاللَّهُ هُوَ الْوَلِيُّ

ا "ایک گروہ" یا "ایک امت" بنا دینے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو سب کو معصوم بنا دیتا جس طرح کہ فرشتے سب معصوم ہیں۔ خدا اس طرح کرنے پر پوری طرح قادر ہے۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۵۰ بحوالہ تفسیر قمی)"

خدا کا یہ فرمانا کہ "اگر اللہ چاہتا" یعنی جبراً سب کو ایک مذہب پر قرار دے دیتا۔ مگر ایسا کرنا اس کے نظام حکمت اور فطرت انسانی کے خلاف ہے جس کا ذکر بار بار قرآن میں کیا گیا ہے۔ (تبیان)

***

www.drhasanrizvi.org

وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑨
وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ⑩
فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ
اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ

نہیں ہو سکتا۔ آپ مانیں یا نہ مانیں، حقیقی ولی یا سرپرست خدا ہی ہے، جو موت کو حیات میں تبدیل کر سکتا ہے اور ہر چیز پر قادر بھی ہے) ⑨ ع

تمھارے درمیان جس بات پر بھی اختلاف ہو، اُس کا فیصلہ کرنا اللہ کا کام ہے۔ وہی اللہ میرا پالنے والا مالک ہے۔ اُسی پر میں نے بھروسہ کر رکھا ہے، اور میں اُسی کی طرف لو لگائے رجوع کیے رہتا ہوں[1] ⑩ (جو) آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے۔ جس نے خود تمھاری اپنی ہی جنس سے تمھارے جوڑے بنائے اور اسی طرح جانوروں میں بھی (اُنھیں کے ہم جنس) جوڑے بنائے۔ اِس طرح وہ تمھاری نسلیں

ع ۹/۲

[1] ظاہر ہے۔ کہ جو دنیا و آخرت کے ہر معاملے میں خدا کی طرف رجوع کرے گا اور اسی سے لو لگائے رہے گا، اسی پر بھروسہ کرے گا اسے مخلوق سے کیا خوف ہو سکتا ہے۔ قرآن کے نزدیک خدا کو فلسفیانہ اعتبار سے صرف مسبب الاسباب یا خالق کل سمجھ لینا کافی نہیں۔ ضروری ہے کہ ہر معاملے میں اسی مدبر عالم اور کارساز کائنات سے تعلق جوڑے رکھے کیونکہ وہ تمھارا پالنے والا مالک بھی ہے۔ (تفسیر کبیر)

***

www.drhasanrizvi.org

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (۱۱)
لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ
يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (۱۲)
شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي
أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَ
عِيسَىٰ ۖ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ۚ كَبُرَ عَلَى

پھیلاتا چلا جاتا ہے۔ کائنات کی کوئی چیز اُس
کے جیسی نہیں[1]۔ وہ سب کچھ سُننے والا اور دیکھنے
والا ہے (۱۱) آسمانوں اور زمین کے خزانوں کی
چابیاں اُسی کے پاس ہیں۔ وہ جس کے لئے چاہتا
ہے رزق میں وُسعت دیتا ہے اور جس کے لئے
چاہتا ہے اُسے نپا تُلا یا تنگی کے ساتھ دیتا ہے۔
حقیقتاً وہ ہر چیز کا پوری طرح جاننے والا ہے[2] (۱۲)
(اُس خدا نے) تمہارے لئے وہی دین اور
وہی طریقہ مقرّر کیا ہے جس کا حُکم اُس نے
نوحؑ کو دیا تھا۔ اور جسے اب ہم نے آپؐ
کی طرف وحی کے ذریعہ سے بھیجا ہے۔ اور جس
کی ہدایت ہم ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو بھی
دے چکے ہیں، اِس تاکید کے ساتھ کہ اِس

---

[1] خدا کی صفات تنزیہ کا اصل اصول یہ ہے کہ کائنات کی کوئی چیز اللہ کی ہم جنس، ہم نوع، ہمسر، ہم صفت، غرض کسی طرح سے بھی اس جیسی نہیں۔ (روح عن زجاج ـ تفسیر کبیر)

***

[2] خدا فقط خالق اور چیزوں کو وجود بخشنے والا ہی نہیں، صرف قادر و حاکم مطلق ہی نہیں بلکہ رازق اور ہر چیز پر متصرف بھی ہے۔ وہ بھی الکل پچو نہیں بلکہ رتی ماشے کے پورے پورے حساب کے ساتھ اور خدا کا علم صرف کلیات تک محدود نہیں بلکہ کلیات، جزئیات، ظواہر بواطن سب پر یکساں حاوی ہے۔ (ماجدی)

www.drhasanrizvi.org

الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ ۚ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ
مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ ﴿۱۳﴾
وَمَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ
بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ

دین کو قائم رکھو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔[۱]
لیکن (وہی بات کہ) جس کی طرف آپؐ بُلاتے
ہیں، مُشرکین کو سخت ناگوار ہے۔ غرض اللہ
جسے چاہتا ہے اپنا کر لیتا (یا) اللہ جسے چاہتا
ہے اپنی بارگاہ میں منتخب کر لیتا ہے۔ اور
وہ اپنی طرف آنے کا راستہ اُسی کو دکھاتا ہے
جو اُس کی طرف لَو لگائے رجوع کئے رہتا ہے[۲] (۱۳)
لوگوں میں جو تفرقہ پیدا ہوا، وہ صرف
آپس کی ضد اور زیادتی سے ہوا، وہ بھی
اس کے بعد کہ اُن کے پاس (حقیقت کا) علم
آچکا تھا۔ اور اگر تمھارے پالنے والے مالک
کی طرف سے پہلے سے طے شدہ بات (یعنی) مُقررہ
مُدّت (تک کے لئے مہلت) نہ ہوتی، تو اُن

۱۔ سارے انبیاء اصول دین میں متحد ہیں اس سلسلے میں ان میں کوئی اختلاف نہیں صرف ظاہری اعمال اور شریعت کے قوانین میں کچھ اختلافات ہیں۔

"اس دین کو قائم رکھو" سے مراد خدا کی توحید کے عقیدہ کو قائم رکھو۔ نماز کو قائم رکھو۔ زکوۃ ادا کرتے رہو۔ رمضان کے روزے رکھتے رہو۔ حج کرتے رہو۔ اور وہ تمام احکام بجالاتے رہو جو کتاب خدا میں بتائے گئے ہیں۔ اور اس میں حضرت علیؑ کی ولایت کا اقرار بھی شامل ہے (تفسیر صافی صفحہ ۴۵۰ بحوالہ تفسیر قمی)

غرض آیت میں ایک بہت بڑے مسئلے وحدت دین کا بیان ہے دین اصلاً شروع سے ایک ہی رہا ہے۔ صرف شریعت کی تفصیلات حسب ضرورت و حالات بدلتی رہی ہیں لیکن نفس دین یعنی بنیادی اصول ہمیشہ سے ایک ہی رہے ہیں۔

***

۲۔ عرفاء و محققین نے آخری الفاظ سے نتیجہ نکالا کہ اگر ایمان کے بعد انسان خدا کی طرف لو بھی لگائے رکھے تو غیر متناہی ثواب مرتب ہوتا ہے۔ عرفاء نے لکھا کہ اس آیت میں اشارہ ہے جذب و سلوک کی طرف۔ (تفسیر روح المعانی)

***

www.drhasanrizvi.org

کے درمیان فیصلہ چُکا دیا گیا ہوتا (یعنی) اگر تیرا پالنے والا مالک پہلے ہی یہ فرما نہ چُکا ہوتا کہ ایک وقتِ مُقرّرہ تک فیصلہ مُلتوی رکّھا جائے گا، تو اُن کا فیصلہ چُکا دیا گیا ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ جنھیں اُن کے بعد کتاب عطا ہوئی تھی وہ اُس کے بارے میں شک وشُبہ میں پڑے ہوئے ہیں[له] (۱۴)

اِسی لئے آپؐ تو بس اِسی دین کی طرف بُلاتے رہیئے اور اِسی پر مضبُوطی سے جَمے رہیئے جیسا کہ آپؐ کو حُکم دیا گیا ہے۔ اور آپؐ اُن لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلئے اور اُن سے (صاف صاف) کہہ دیجئے کہ: "جو کتاب اللہ نے اُتاری ہے، میں تو اُسی کو مانتا ہوں۔ مجھے

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ (۱۴)

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ

له "وہ لوگ جو ان کے بعد کتاب کے وارث بنا دئے گئے (یا) جنھیں کتاب عطا ہوئی، اس کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں" سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے رسول خداؐ کے حکم کو نہ مانا۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۵۱ بحوالہ تفسیر قمی)

خدا کا فرمانا "اگر تمہارے مالک کی طرف سے پہلے سے طے شدہ بات نہ ہوتی" تو اس بات سے مراد یا تو قیامت کا دن ہے، یا خدا کو منظور یہ ہے کہ انھیں کچھ عرصے تک مہلت دی جائے۔ (مجمع البیان)

محققین نے نتیجے نکالے کہ (۱) دین اصلی اور دین قدیم تو دین توحید ہی ہے۔ (۲) شرک بعد کی ایجاد ہے۔ (۳) شرک اور کفر کی بنیاد علمی غلطی پر نہیں بلکہ اس کی بنیاد آپس کی ضد، زیادتی، تکبر اور ذاتی منفعتوں پر ہے۔ (۴) مومنین کے لئے تسلی ہے کہ کفار اور مجرمین جو اب تک بچے ہوئے ہیں وہ اپنے کسی ذاتی استحقاق کی بنا پر نہیں بلکہ اس لئے کہ خدا کی حکمت یہ تھی کہ ان کو سزا آخرت میں دی جائے اور دنیا میں ان کو مہلت دی جائے۔ (ماجدی)

***

www.drhasanrizvi.org

حُکم دیا گیا ہے کہ میں تمھارے درمیان اِنصاف کروں۔ اللہ ہمارا بھی پالنے والا مالک ہے، اور تمھارا بھی پالنے والا مالک ہے۔ ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمھارے اعمال تمھارے لئے ہیں۔ ہمارے اور تمھارے درمیان کوئی جھگڑا[1] کوئی بحث مباحثہ، کوئی تکرار نہیں (یعنی معقول دلائل سے جو بات سمجھانی تھی وہ تو ہم نے سمجھا دی۔ اَب خواہ مخواہ کی تُو تُو میں میں سے کیا حاصل؟) اللہ ہم سب کو اکٹھا کرے گا۔ اور اُسی کی طرف ہم سب کو جانا ہے ⑮

رہے وہ لوگ جو اللہ کے بارے میں بِلاوجہ بحث مباحثہ اور جھگڑا کرتے ہیں، وہ بھی اِس کے بعد کہ اُسے قبول کیا جا چکا ہے[1]، اُن کی دلیل

وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ؕ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ⑮

وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ

---

[1] امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا "خدا نے لوگوں کی طرف رسول بھیجے۔ کتاب بھیجی۔ مگر لوگوں نے خدا کے احکام کو بدل دیا۔ پھر وہ لوگ قیامت کے دن خدا سے حجت کریں گے۔ دلیلیں دیں گے۔ مگر ان کی ہر حجت اور ہر دلیل خدا کے نزدیک باطل ہوگی" (فتح الرحمن، مجمع البیان) اور دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ خدا اپنے پیغمبرؐ کی اس دعا کو قبول کر چکا ہے کہ وہ اپنے رسولؐ کی مدد ضرور فرمائے گا اور اس کے نتیجے میں بدر و احد میں مسلمانوں کو کامیابی ہو چکی ہے۔ (تبیان)۔

***

www.drhasanrizvi.org

لَہُ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ
وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝١٦
اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ؕ وَمَا
يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ۝١٧
يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ؕ

اُن کے پالنے والے مالک کے نزدیک بالکل غلط ہے اور اُن پر خدا کا غیظ و غضب ہے۔ اور اُن کے لئے سخت سزا ہے (۱۶) اللہ تو وہ ہے جس نے سچّی حقیقت کے ساتھ یہ کِتاب اور (حق و باطل کی) میزان (یعنی) ترازو یا معیار، کو اُتارا ہے[ل]۔ اور تمھیں کیا خبر کہ شاید قیامت یا فیصلہ کا وقت نزدیک ہی آلگا ہو (۱۷) اَے وہ لوگو جو اُس فیصلہ کے وقت کے آنے کو مانتے ہی نہیں، وہ اس کے لئے جلدی مچاتے ہیں۔ مگر جو اُس وقت کو دل سے مانتے ہیں، وہ اُس وقت سے ڈرتے رہتے ہیں (کیونکہ) وہ جانتے ہیں کہ یقیناً وہ وقت حق ہے (یعنی) حقیقتاً آنے

ل رسول خداؐ نے فرمایا "میزان یعنی ترازو سے مراد حضرت علیؑ بھی ہیں"۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۵۱ بحوالہ تفسیر قمی) ۔ میزان یعنی ترازو کے لفظ سے محققین نے نتیجہ نکالا کہ دین کی تشریح اور تکمیل دو چیزوں سے ہوتی ہے۔ رسول خداؐ کے دور میں تو قرآن کے ساتھ آپ کی سیرت اور سنت موجود ہے۔ لیکن رسولؐ کے بعد قرآن اور سنت کی تشریح کے لئے ایک میزان درکار ہے۔ جس کے لئے رسولؐ نے فرمایا۔ "میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور اپنی عترت و اہلبیتؑ" (صحیح مسلم شریف)

غرض یہ میزان اہل بیتؑ یا اولاد رسولؐ کے ائمہ اہلبیتؑ ہیں جو دین کی صحیح تشریح کرنے والے بھی ہیں اور نمونہ عمل بھی ہیں جن کا اتباع دین کے کمال کا معیار ہے۔ اس لئے میزان سے مراد امامؑ ہے۔ (تفسیر علی ابن ابراہیم و فصل الخطاب)۔

***

www.drhasanrizvi.org

اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۭ
بَعِيْدٍ ﴿۱۸﴾
اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ
ع ۲ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۱۹﴾
مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ
وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ
فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿۲۰﴾

والا ہے۔ اِس لئے خُوب جان لو کہ جو لوگ
قیامت کے وقت کے آنے کے بارے میں شک
میں ڈالنے والی بحثیں کرتے ہیں، وہ کھلی ہوئی
گمراہی میں بہت دُور نکل گئے ہیں ﴿۱۸﴾
اللہ تو اپنے بندوں پر بڑا لطف و کرم
کرنے والا مہربان ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے
روزی عطا کرتا ہے (یا) جسے جو کچھ چاہتا ہے
دیتا ہے[۱]۔ (کیونکہ) وہ قوّت والا بھی ہے اور
ع ۲ ۲ عِزّت والا بھی ﴿۱۹﴾ ع اَب جو کوئی آخرت کی
کھیتی کو چاہتا ہے، تو ہم اُس کی کھیتی کو بڑھاتے
ہیں[۲]۔ اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے، اُسے
دُنیا ہی میں سے دے دیتے ہیں، مگر آخرت میں
اُس کا کوئی حِصّہ نہیں ہوتا[۳] ﴿۲۰﴾

---

[۱] محققین نے نتیجہ نکالا کہ رزق کی زیادتی یا کمی کا تعلق انتظامی امور سے ہے۔ یہ حق و باطل کا معیار نہیں۔

***

[۲] مطلب یہ ہے کہ ہم نیکی کا بدلہ دس گنے سے لے کر سات سو گنا تک دیں گے اور اس سے زیادہ بھی۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۵۱)۔

***

[۳] امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ رسولؐ خداؐ نے فرمایا "جو شخص صرف دنیوی فائدے کے لئے کوئی کام کرتا ہے تو آخرت میں اس کے لئے کوئی حصہ نہ ہوگا۔ لیکن اگر کوئی شخص کوئی کام آخرت کے لئے کرتا ہے یا آخرت کو مدنظر رکھے گا تو اللہ اس کو دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی عطا فرمائے گا"۔ (الکافی)

***

www.drhasanrizvi.org

کیا اُن کے کچھ (خدا کے لئے بنائے ہوئے) شریک (مُراد حُکّام، فلاسفر یا علماء) اَیسے ہیں جنھوں نے اُن کے لئے دین میں کوئی اَیسا طریقہ مُقرّر کیا ہو، جس کی اللہ نے اِجازت نہیں دی ہے؟ اگر فیصلے کی بات پہلے طَے نہ ہو گئی ہوتی، تو اُن کے درمیان فیصلہ کر دیا گیا ہوتا[۱]۔ حقیقت یہ ہے کہ ظالموں[۲] کے لئے بڑی تکلیف دینے والی سزا ہے (۲۱) تم دیکھو گے کہ یہ ظالم اُسی سے ڈر رہے ہوں گے جو اُنھوں نے کیا ہو گا (کیونکہ) وہ اُن پر آکر رہے گا (یا کیونکہ) اُنھیں اُس کا خمیازہ بُھگتنا ہی پڑے گا۔ رہے وہ جنھوں نے اَبدی حقیقتوں کو دل سے مانا اور (اُس کے نتیجے میں)

اَمۡ لَهُمۡ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوۡا لَهُمۡ مِّنَ الدِّيۡنِ مَا لَمۡ يَاۡذَنۡۢ بِهِ اللّٰهُ ؕ وَلَوۡ لَا كَلِمَةُ الۡفَصۡلِ لَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيۡنَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ (۲۱)

تَرَى الظّٰلِمِيۡنَ مُشۡفِقِيۡنَ مِمَّا كَسَبُوۡا وَهُوَ وَاقِعٌ

---

[۱] "فیصلے کی بات پہلے طے نہ ہو گئی ہوتی" سے مراد قیامت ہے۔ (جلالین)

مگر سوال یہ ہے کہ اگر مراد قیامت ہے تو پھر پچھلی قوموں پر تو عذاب آیا مگر آخری امت پر مجموعی عذاب جس سے پوری امت تباہ ہو جائے کیوں نہ آیا؟ اس کا جواب قرآن میں یہ دیا گیا کہ "اللہ ایسا نہیں کہ ان پر عذاب نازل کرے درآں حالیکہ آپؐ ان میں موجود ہیں" یہ ہے وہ طے شدہ بات (مجمع البیان)

پھر رسولؐ کے بعد ہر دور میں رسول کا حقیقی جانشین امام ہوتا ہے جس کی وجہ سے عذاب نہیں آتا اس لئے اس طے شدہ بات سے مراد ہر زمانے کا امام ہے۔ (تفسیر علی ابن ابراہیم)

***

[۲] اب ظالموں سے مراد وہ لوگ ہوں گے جو اس طے شدہ بات یعنی امام کا انکار کریں گے۔ (تفسیر علی ابن ابراہیم)

***

www.drhasanrizvi.org

بِهِمْ ؕ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِیْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِیْرُ ﴿۲۲﴾

ذٰلِكَ الَّذِیْ یُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ؕ وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ

اَچھّے اَچھّے کام بھی کئے، وہ جنّت کے گھنے سرسبزو شاداب گلستانوں اور چمنستانوں میں ہوں گے۔ اُن کے لئے اُن کے پالنے والے مالک کے پاس وہ کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے۔ یہی تو ہے (سب سے) بڑا فضل و کرم[۱] ﴿۲۲﴾ یہی تو وہ چیز ہے جس کی خوشخبری اللہ اَپنے اُن بندوں کو دیتا ہے جو اَبدی حقیقتوں کو دل سے مانتے ہیں اور (اُس کے نتیجے میں) اَچھّے اَچھّے کام کرتے ہیں۔

اے نبیؐ! آپؐ اِن لوگوں سے کہہ دیجئے کہ میں اِس کام پر تم سے کِسی اُجر یا معاوضہ کا سوال نہیں کرتا، سِوا اِس کے کہ میرے قرابتداروں سے مُحبّت کروؐ[۲]۔ اب جو کوئی بھی

---

[۱] محققین نے نتیجے نکالے کہ (۱) آخرت میں جب حقائق سامنے آئیں گے تو ترتیب الٹ جائے گی۔ دنیا میں مومنین غمگین رہتے ہیں اور کفار خوش۔ لیکن وہاں مومنین کے چہروں پر اطمینان اور خوشی ہو گی اور منکروں، ظالموں کے منہ پر ہوائیاں اڑ رہی ہوں گی (۲) امام رازی نے نتیجہ نکالا کہ جنت کے انعامات لامتناہی ہوں گے کیونکہ انسانی خواہشات لامحدود ہوتی ہیں (۳) عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ جنت میں جو کچھ بھی حاصل ہوگا۔ بطریق استحقاق نہ ہوگا۔ بلکہ فضل و لطف خدا کے سبب سے ہوگا (تفسیر کبیر)۔

***

[۲] مطلب یہ ہے کہ میری قریبی عترت سے محبت کرو۔ اور ان کے بارے میں میرے احکامات کا خیال رکھو۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۵۱)

حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا "یہ حکم اللہ کی طرف سے اس کے بندوں پر رسول خداؐ کے لئے ہے۔ اور یہ حکم رسول خداؐ کے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

یہ نیکی کمائے گا[1]، ہم اُسے اُس میں
اور زیادہ بھلائی اور خُوبی کا اِضافہ کر
دیں گے (کیونکہ) یہ حقیقت ہے کہ خدا بڑا
معاف کرنے والا، اپنی رحمت سے ڈھک لینے
والا اور (اِس عمل کا) قدردان ہے ﴿۲۳﴾
کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ اِس شخص نے اللہ
پر جھوٹی تہمت لگائی ہے؟ اگر اللہ چاہے تو
آپؐ کے دِل پر بھی مُہر لگادے۔ مگر اللہ تو
باطل کو مِٹاتا ہے اور حق کو اپنی باتوں سے
سچ ثابت کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا سینوں
اور دلوں کے اَندر کی باتوں کو بھی جاننے والا
ہے (یعنی خدا خُوب جانتا ہے کہ یہ کُفّار تم پر
کیوں اَیسے اَیسے جھوٹے اِلزامات لگا رہے ہیں

فِيهَا حُسْنًا ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿۲۳﴾
أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۖ فَإِن يَشَإِ اللَّهُ
يَخْتِمْ عَلَىٰ قَلْبِكَ ۗ وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ
بِكَلِمَاتِهِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿۲۴﴾

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

اہلبیتؑ کے بارے میں ایک فریضہ ہے" (تفسیر صافی صفحہ ۴۵۲ بحوالہ المحاسن)

حضرت امام محمد باقرؑ کے سامنے کہا گیا کہ اہل بصرہ کے نزدیک یہ آیت رسول خداؐ کے رشتہ داروں کے متعلق نازل ہوئی تو آپؑ نے فرمایا "انہوں نے غلط کہا۔ یہ آیت صرف ہم اہل بیت رسولؐ کے بارے میں اور خاص کر علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ یعنی اصحاب کساء کے بارے میں نازل ہوئی (الکافی)۔

امام حسنؑ نے اپنے خطبہ میں فرمایا "میں ان اہلبیتؑ میں سے ہوں جن کی محبت اللہ نے ہر مسلمان پر واجب کی" پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

پھر فرمایا "نیکی کمانے سے مراد ہم اہلبیتؑ سے محبت کرنا ہے" (تفسیر صافی صفحہ ۴۵۲ بحوالہ تفسیر مجمع البیان)

***

[1] امام محمد باقرؑ نے فرمایا "نیکی کمانے سے مراد (۱) ہماری سرپرستی تسلیم کرنا (۲) ہماری روایات کو صحیح طور پر پہنچانا اور (۳) ہمارے خلاف جھوٹ نہ بولنا ہے۔" (الکافی)

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

اور اِس سے اُن کا اصل مقصد کیا ہے) (۲۴)
وہی خدا تو ہے جو اَپنے بَندوں کی توبہ کو
قبول کرتا ہے اور اُن کی بُرائیوں کو معاف
کرتا ہے۔ حالانکہ وہ اُسے جو تم کرتے ہو خُوب
جانتا ہے (۲۵) وہ خدا و رسولؐ کو دل سے ماننے
والوں اور اَچھے اچھے کام کرنے والوں کی
دعا کو قبول کرتا ہے، اور اپنے فضل و کرم سے
اور زیادہ عطا کرتا ہے۔ رہے (خدا و رسولؐ کا
اِنکار کرنے والے، تو اُن کے لئے بڑی سخت
سَزا ہے (۲۶)
اگر اللہ اَپنے سَب بندوں کو کھُلا ہوا
وسیع رزق دے دیتا تو وہ زمین میں سرکشی
اور بغاوت کا طوفان برپا کر دیتے۔ مگر وہ

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُوا
عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾
وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ
شَدِيْدٌ ﴿۲۶﴾
وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

اکابرین اہل سنت نے بھی "قربیٰ" سے
مراد آل محمدؐ اور اہل بیت رسولؐ لئے ہیں
مثلاً سعید بن جبیرؓ عمرو بن شعیبؓ وغیرہ ۔
(تفسیر کبیر امام رازی)
اب یہ کہنا کہ رسولؐ کے رشتہ دار مراد
نہیں بلکہ ہمارے رشتہ دار مراد ہیں تو یہ
بالکل عقل کے خلاف ہے ۔ رسولؐ کی
اجرت ہمارے اپنے رشتہ داروں سے محبت
کیسے قرار دی جا سکتی ہے ؟ پھر آیت میں
رسولؐ سے کہلوایا جا رہا ہے ۔ متکلم رسولؐ
ہیں اس لئے مراد رسولؐ ہی کے رشتہ دار ہو
سکتے ہیں ۔ ہمارے رشتہ دار مراد نہیں ہو
سکتے اور یہ کہنا کہ خطاب کفار قریش سے تھا
کہ میری اپنی قرابتداری کا خیال کرو، تو
کفار قریش جو رسالت ہی کو نہیں مانتے،
ان سے اجر رسالت کا سوال کتنا بے معنی
ہوگا ۔ پھر کافروں کے عمل کو حسنہ قرار دینا
کتنا لغو ہوگا ۔ یہ ساری بحثیں وہی کر سکتے
ہیں جو عداوت آل محمدؐ کو اپنا شعار بنائیں

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۝۲۷
وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ۭ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ۝۲۸
وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ ۭ وَهُوَ عَلٰي جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَاۗءُ

اندازے اور حساب سے ایک مقرّر مقدار میں جتنا چاہتا ہے اُتارتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کو خوب اچّھی طرح سے جانتا بھی ہے اور اُن پر پُوری پُوری نگاہ بھی رکھتا ہے ۲۷

اور وہ خدا وہی ہے جو لوگوں[۱] کے مایوس ہو جانے کے بعد بارش برساتا ہے اور اپنی[۲] رحمت کو پھیلاتا ہے (کیونکہ) وہی سرپرستِ اعلیٰ بھی ہے اور تعریفوں کا مستحق بھی ۲۸ اُسی کی نشانیوں اور دلیلوں میں سے زمین[۳] اور آسمانوں کا پیدا کرنا بھی ہے، اور یہ بھی کہ جو[۴] اُس نے اُن دونوں[۱] میں چلنے پھرنے والے پھیلا دیے ہیں۔ اور وہ جب بھی چاہے گا، اُن کو اکٹھا کرنے

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

وہ بھی قواعد و ضوابط کو چھوڑ کر۔ (بقول شاعر)

انسان اس طرح اتر آئے عناد پر
لعنت خدا کی حشر تک ابن زیاد پر

امام شافعی نے خوب فرمایا۔۔۔ "اگر آلِ محمدؐ کی محبت ہی رفض (رافضی ہو جانا اور دین سے پھر جانا) ہے تو زمین و آسمان، جن و انس گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں" (تفسیر کبیر امام رازی)

امام رازی نے لکھا ہے کہ جب مسلمانوں اور مومنین کی ایک دوسرے سے محبت آیات و احادیث کی رو سے واجب ہے، تو امت کے اشرف ترین افراد کے ساتھ محبت کیوں نہ واجب ہو گی (تفسیر کبیر)۔

***

[۱] ان دونوں سے مراد زمین اور آسمانوں میں چلنے پھرنے والی مخلوق ہے۔ یہ فرشتے اور جنات بھی ہو سکتے ہیں اور ممکن ہے کہ دوسرے ستاروں کی مخلوق مراد ہو۔

***

www.drhasanrizvi.org

قَدِيرٌ ﴿۲۹﴾ ع

وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ ﴿۳۰﴾

وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۖ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿۳۱﴾

وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿۳۲﴾

۳ ع ۴

پر قادر ہے ﴿۲۹﴾ ع

تم پر جو بھی مصیبت آئی ہے وہ خود تمھارے اپنے ہاتھوں کی کمائی (مُراد اعمال) سے آئی ہے (یا) تم پر جو مصیبت بھی آئی ہے وہ اُسی کی وجہ سے آئی ہے جو تمھارے ہاتھوں نے کیا ہے۔ جبکہ بہت سے گناہوں کو تو خدا ویسے ہی معاف کر کے چھوڑ دیتا ہے[۱] ﴿۳۰﴾ غرض تم دنیا میں بھی اُسے بے بس نہیں بنا سکتے۔ اور اللہ کے مقابلے پر (یا) اللہ کو چھوڑ کر نہ تو تمھارا کوئی سرپرست ہے اور نہ کوئی حامی یا مددگار ہے ﴿۳۱﴾

اور خدا کی نشانیوں میں سے دریاؤں میں وہ بڑی بڑی اُونچی کشتیاں اور جہاز ہیں جو

---

[۱] امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا "بہت سے گناہ خدا معاف کر دیا کرتا ہے اور کچھ گناہوں کی سزا جلدی مل جاتی ہے۔ کیونکہ خدا کی عظمت اور جلالت سے یہ بات بہت دور ہے کہ وہ آخرت میں اسی جرم کی دوبارہ سزا دے۔" (تفسیر صافی صفحہ ۴۵۳ بحوالہ کافی)

امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا کہ رسول خداؐ کے بعد جو کچھ ان کے اہلبیتؑ پر گذری کیا یہ ان کے کسی فعل کی سزا تھی؟ حالانکہ اہلبیت رسولؐ تو درجہ عصمت و طہارت پر فائز ہیں؟ حضرت امامؑ نے فرمایا رسول خداؐ تو ہر گناہ سے پاک تھے مگر اس کے باوجود ہر رات سو سو مرتبہ استغفار کرتے تھے۔ بات دراصل یہ ہے کہ اللہ اپنے خاص دوستوں کو خاص مصیبتوں میں مبتلا کرتا ہے تاکہ ان کے درجے بڑھائے ان (اولیاء خدا کی) مصیبتوں میں گناہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ (تفسیر قمی)

***

www.drhasanrizvi.org

اِنۡ یَّشَاۡ یُسۡکِنِ الرِّیۡحَ فَیَظۡلَلۡنَ رَوَاکِدَ عَلٰی ظَهۡرِهٖ ؕ
اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوۡرٍ ﴿۳۳﴾
اَوۡ یُوۡبِقۡهُنَّ بِمَا کَسَبُوۡا وَ یَعۡفُ عَنۡ کَثِیۡرٍ ﴿۳۴﴾
وَّ یَعۡلَمَ الَّذِیۡنَ یُجَادِلُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِنَا ؕ مَا لَهُمۡ مِّنۡ
مَّحِیۡصٍ ﴿۳۵﴾

سمندر میں پہاڑوں کی طرح نظر آتے ہیں[۱] (۳۲) اگر خدا چاہے تو ہوا کو روک دے، تو وہ سمندر کی سطح پر کھڑے کے کھڑے رہ جائیں۔ اس میں بڑی نشانیاں اور دلیلیں ہیں، ہر برداشت کرنے والے اور بہت شُکر کرنے والے کے لئے[۲] (۳۳) یا اگر وہ چاہے تو وہ اُنھیں اُن کے اعمال کے نتیجے میں تباہ کر کے رکھ دے، جبکہ وہ بہت سی باتوں کو تو یُونہی معاف کر دیا کرتا ہے[۳] (۳۴) (لیکن ڈوبتے وقت) اُن لوگوں کو جو ہماری نشانیوں اور دلیلوں میں جھگڑتے ہیں، معلوم ہو جائے گا کہ اُن کے لئے بھاگنے یا پناہ لینے کی کوئی جگہ نہیں (۳۵) جو کچھ بھی تم لوگوں کو دیا گیا ہے وہ تو

۱؎ 'عَلَمْ' اصل میں کسی چیز کی اس علامت کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ سے کسی چیز کا علم ہو سکے جیسے راستے کے نشانات کے پتھر وغیرہ۔ اس اعتبار سے پہاڑوں کو بھی 'عَلَمْ' کہتے ہیں۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۱ صفحہ ۱۶۸)۔

***

۲؎ بندہ کے لئے زندگی میں دو ہی حالتیں ہیں۔ غم یا خوشی۔ مومن غم کے عالم میں صبر و تسلیم سے اور خوشی میں شکر گزاری سے کام لیتا ہے۔ وہ بہر حال کسی حال میں بھی خدا سے غافل نہیں رہتا۔ دونوں حالتوں میں خدا سے تعلق جوڑے رکھتا ہے۔ (تفسیر کبیر)

***

۳؎ محققین نے لکھا کہ "یہاں معافی کو خاص مومنین سے متعلق نہیں کیا گیا۔ اس لئے اس کا مطلب یہی لیا گیا کہ خدا کی ہنگامی سزا کبھی تو دے دی جاتی ہے، مگر اکثر یہ وقتی سزا نہیں دی جاتی (تبیان)

***

www.drhasanrizvi.org

صِرف دُنیا کی چند دنوں کی زندگی کا سازو
سامان ہے (یعنی یہ دُنیا کی نِعمت اور دولت
کوئی اَیسی چیز نہیں کہ جس پر اِنسان اِترائے
یا مطمئن ہو جائے) اور جو کچھ اللہ کے ہاں ہے
وہ بہتر بھی ہے اور زیادہ پائیدار (یعنی) ہمیشہ
باقی رہنے والا بھی۔ (مگر یہ) اُن کے لئے جو (خدا
اور رسولؐ یا اَبدی حقیقتوں کو) دل سے مانتے
بھی ہیں، اور اَپنے پالنے والے مالک پر بھروسہ
بھی کرتے ہیں ﴿۳۶﴾ اور جو لوگ بڑے[1] بڑے
گُناہوں[1] اور بے حیائی کے شرمناک کاموں سے
بچتے ہیں، اور جب[2] اُنھیں غصّہ آتا ہے تو معاف
کر دیتے ہیں[2] ﴿۳۷﴾ اور جو اَپنے[3] پالنے والے مالک
کے حکم کو مانتے ہیں اور[4] نماز کو پابندی کے

فَمَآ اُوۡتِيۡتُمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ فَمَتَاعُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا‌ ۚ وَمَا عِنۡدَ اللّٰهِ خَيۡرٌ وَّاَبۡقٰى لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ‌ ﴿۳۶﴾

وَالَّذِيۡنَ يَجۡتَنِبُوۡنَ كَبٰٓئِرَ الۡاِثۡمِ وَالۡفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوۡا هُمۡ يَغۡفِرُوۡنَ‌ ﴿۳۷﴾

---

[1] امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ بڑے بڑے گناہوں میں (۱) شرک (۲) والدین کی نافرمانی (۳) قتلِ ناحق (۴) عورتوں پر تہمتیں لگانا (۵) زنا (۶) سود کھانا (۷) شراب پینا (۸) یتیموں کا مال کھانا (۹) میدان جہاد سے بھاگ جانا (۱۰) نماز نہ پڑھنا (۱۱) جھوٹی گواہی دینا۔ وغیرہ (الکافی)

***

[2] امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا "جو شخص ایسے وقت میں اپنے غصہ کو روک لے جب کہ وہ اس کام پر یا بدلہ لینے پر پوری پوری قدرت رکھتا ہو" تو خدا قیامت کے دن اس کے دل کو امن و ایمان سے بھر دے گا" نیز فرمایا "جو شخص خوف اور غلبہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے گا تو خدا اس کے جسم پر جہنم کی آگ کو حرام کر دے گا" (تفسیر صافی صفحہ ۴۵۳ بحوالہ تفسیر قمی)

***

www.drhasanrizvi.org

ساتھ ادا کرتے رہتے ہیں، اور(۵) اپنے معاملات
آپس کے مشوروں سے طے کرتے ہیں[۱]، اور(۶)
اُس میں سے جو ہم نے اُن کو دیا ہے، خیرات
کرتے ہیں (۳۸) اور(۷) جو (صرف اُس وقت) مقابلہ
کرتے ہیں یا بدلہ لیتے ہیں جب اُن پر کوئی
زیادتی کرتا ہے (۳۹) جبکہ بُرائی کا بدلہ تو بالکل
ویسی ہی بُرائی ہے۔ مگر جو(۸) معاف کردے اور
آپس کے تعلّقات اچھّے رکھے تو اُس کا ثواب
اللہ کے ذمّہ ہے۔ (مگر) یہ حقیقت ہے کہ وہ
ظالموں کو پسند نہیں کرتا (۴۰) (لیکن) جو کوئی
اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد، بدلہ لے تو یہ وہ
لوگ ہیں کہ جن پر کوئی اِلزام نہیں ہے[۲] (۴۱) اِلزام
کے مستحق تو وہ لوگ ہیں جو دوسروں پر ظلم

وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۖ وَ
اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۖ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۸﴾
وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾
وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ
فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾
وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ
سَبِيْلٍ ﴿۴۱﴾

---

[۱] علماء اہلسنت نظام حکومت میں شوریٰ کی بنیاد اس آیت کو سمجھتے ہیں۔ لیکن شوریٰ صرف ایسے معاملات میں تو ممکن ہے جہاں خدا کا کوئی واضح فرمان موجود نہ ہو لیکن جہاں خدا اور رسولؐ کا واضح فیصلہ موجود ہو وہاں شوریٰ کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا "کسی مسلمان مرد اور مسلمان عورت کے لئے یہ مناسب نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسولؐ کوئی فیصلہ کردے تو پھر انہیں اپنے کسی معاملہ میں اختیار نہ ہوگا۔" (جصاص)

***

[۲] امام زین العابدینؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ "جو شخص تمہارے ساتھ برائی کرے اس کا حق یہ ہے کہ تم اسے معاف کردو۔ ہاں اگر تمہیں یہ علم ہو کہ معاف کرنا مزید نقصان پہنچائے گا تو بدلہ لے لو" پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۵۳ بحوالہ الخصال)۔

***

www.drhasanrizvi.org

اِنَّمَا السَّبِيۡلُ عَلَى الَّذِيۡنَ يَظۡلِمُوۡنَ النَّاسَ وَيَبۡغُوۡنَ
فِى الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَـقِّ‌ؕ اُولٰٓـئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۴۲﴾
وَلَمَنۡ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰ لِكَ لَمِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ ﴿۴۳﴾
وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ وَّلِىٍّ مِّنۡۢ بَعۡدِهٖ‌ ؕ
وَتَرَى الظّٰلِمِيۡنَ لَمَّا رَاَوُا الۡعَذَابَ يَقُوۡلُوۡنَ هَلۡ
اِلٰى مَرَدٍّ مِّنۡ سَبِيۡلٍ‌ۚ ﴿۴۴﴾
وَتَرٰٮهُمۡ يُعۡرَضُوۡنَ عَلَيۡهَا خٰشِعِيۡنَ مِنَ الذُّلِّ

کرتے ہیں اور زمین میں ناحق ستم ڈھاتے اور زیادتیاں کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کے لئے سخت تکلیف دینے والی سزا ہے (۴۲) البتّہ جو شخص صبر سے کام لے، اور معاف کردے تو حقیقتاً یہ بڑی ہمّت کا کام ہے[۱] (۴۳) ع

اب جسے اللہ گمراہی میں چھوڑ دے تو اللہ کے بعد پھر اُس کا کوئی سنبھالنے والا (یا) مدد کرنے والا سرپرست نہیں ہوتا۔ تم دیکھو گے ایسے ظالم جب (اللہ کی دردناک) سزا کو دیکھیں گے، تو کہیں گے کہ کیا (دُنیا میں) واپس پلٹنے کا کوئی راستہ ہے؟ (۴۴) پھر تم دیکھو گے کہ وہ جہنّم کے سامنے لائے جائیں گے، تو سر جھکائے ہوئے، ذلّت کے عالم میں نظریں

ع ۵ ۴۴

[۱] محققین نے نتیجہ نکالا کہ نفس ہی ظلم اور زیادتی کی جانب لے جاتا ہے۔
قصاص کا قانون ضرور ہے لیکن اس قانون میں قصاص لینے کا حق دیا گیا ہے۔ قصاص لینے کو فرض نہیں قرار دیا گیا معاف کر دینا نہ صرف جائز ہے بلکہ خدا کے نزدیک خاص فضیلت کا درجہ رکھتا ہے۔ جس کی تعریف یہاں یوں کی گئی کہ یہ بڑی ہمت کا کام ہے" گویا معاف کر دینے والا اللہ کی شاباش کا مستحق ہے جس کا نتیجہ اجر عظیم ہے۔ (تبیان)۔

www.drhasanrizvi.org

يَنْظُرُونَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۗ وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُقِيمٍ ﴿۴۵﴾ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ أَوْلِيَاءَ يَنْصُرُونَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۗ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ سَبِيلٍ ﴿۴۶﴾

بَچا بَچا کر چھُپی نظروں یا کن انکھیوں سے (جہنّم کو) دیکھیں گے۔ اَب جو لوگ خدا و رسولؐ کو دل سے مانتے تھے، وہ کہیں گے کہ واقعی بڑا نقصان اُٹھانے والے وہی ثابت ہوئے جنھوں نے قیامت کے دن خود اَپنے آپ کو بھی نقصان پہنچایا، اور اَپنے اہل وعیال اور رشتہ داروں کو بھی (سخت نقصان پہنچایا) جان لو کہ ظالم لوگ دائمی سزا میں رہیں گے ﴿۴۵﴾ ان کے کوئی حامی یا سرپرست نہ ہوں گے جو اللہ کے مقابلے پر اُن کی مدد کو آئیں۔ غرض جسے اللہ گمراہی میں چھوڑ دے (یا) گمراہ قرار دے دے اُس کے لئے بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں [1] ﴿۴۶﴾

اَپنے پالنے والے مالک کی بات کو مان لو،

[1] ان کو اس لئے گمراہی میں چھوڑا گیا کہ انہوں نے حق کو تلاش ہی نہ کیا۔ خدا کا کسی کو گمراہی میں چھوڑ دینا ہمیشہ تکوینی حیثیت سے بطور مسبب الاسباب کے ہوتا ہے (ماجدی)

***

www.drhasanrizvi.org

اِسْتَجِيبُوا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ ۚ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَإٍ يَوْمَئِذٍ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيرٍ ﴿٤٧﴾

فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ إِنْ عَلَيْكَ

اِس سے پہلے کہ وہ (موت کا) دِن آجائے
جسے اللہ کی طرف سے پھر پلٹنا نہیں (یا) اِس
سے پہلے کہ وہ دن آجائے جس کے ٹلنے کی
کوئی صورت اللہ کی طرف سے نہیں ہے (یعنی
جسے نہ تو اللہ ہی ٹالے گا اور نہ کوئی اور طاقت
اُسے ٹال سکتی ہے) اُس دن تمھارے لئے کوئی
پناہ لینے کی جگہ نہ ہوگی۔ اور نہ تمھارے لئے
(وہاں جانے سے یا اَپنے بُرے کاموں سے) اِنکار
اور اعتراض کی کوئی گنجائش نہ ہوگی[1] (یا) نہ
نوعیتِ عذاب سے اِنکار کرکے (اُس میں تبدیلی کرانا
ممکن ہوگا) ﴿۴۷﴾ اَب بھی اگر وہ مُنہ موڑتے ہیں
تو ہم نے آپؐ کو اُن کا کوئی نگہبان بناکر تو
نہیں بھیجا۔ آپؐ پر تو صِرف بات کے پہنچا دینے

[1] نکیر کا ترجمہ انکار کی گنجائش، تفسیر جلالین کی تشریح کے مطابق ہے۔ دوسرا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس قسم کے عذاب کا انکار کرکے اس میں تبدیلی کرانا ممکن نہ ہوگا۔ (مجمع البیان)

انکار کے تیسرے معنی "اعتراض کرنا" بھی ہوسکتے ہیں مطلب یہ ہوگا کہ کوئی ایسا نہ ہوگا جو اس پر اعتراض کرسکے (تبیان)۔

***

www.drhasanrizvi.org

کے سِوا اور کوئی ذمّہ داری نہیں۔

(اِنسان کا حال تو یہ ہے کہ) جب ہم اُسے اپنی رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو وہ اُس پر پھُول جاتا ہے۔ اور اگر اُنھیں اُن کے اُن بُرے کاموں کے نتیجہ میں جو وہ کر چکے ہیں کوئی نقصان یا بُرائی پہنچتی ہے، تو وہ سخت ناشُکرا بن جاتا ہے[1] (۴۸)

(خدا کی ناشکری سے کیا ہوتا ہے کیونکہ) اللہ تو زمین اور آسمانوں کی حکومت کا مالک ہے۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے[2] (۴۹) جسے چاہتا ہے لڑکے اور لڑکیاں دونوں مِلا جُلا کر دیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے۔ غرض وہ سب کچھ جاننے والا بھی ہے

اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَ اِنَّاۤ اِذَاۤ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ (۴۸)

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۙ (۴۹)

اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ وَ یَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ (۵۰)

---

[1] اس آیت کو خدا نے اذا سے شروع فرمایا یعنی "جب" لیکن نقصان پہنچانے کے لیے "اگر" کا لفظ استعمال فرمایا۔ اس سے محققین نے نتیجہ نکالا کہ نعمتوں کا ذائقہ چکھانا تو یقینی ہے جب کہ نقصان پہنچانا ضروری نہیں۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۵۴)

***

[2] محققین نے نتیجہ نکالا کہ دنیا میں کسی کے بیٹے ہو رہے ہیں تو کسی کے بیٹیاں۔ کسی کے صرف بیٹے اور کسی کے صرف بیٹیاں۔ یہ سب کچھ اندھا دھند الٹل پچو نہیں ہو رہا ہے بلکہ بے انتہا حکمتوں اور بیشمار مصلحتوں کے پیش نظر ایک حکیم مطلق کے زیر انتظام ہو رہا ہے جس کے اختیارات محدود نہیں لامحدود ہیں۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کر سکتا ہے۔ آیت میں عام قدرت خدا کا بیان ہے کسی خاص واقعہ کا بیان نہیں (تفسیر کبیر)۔

***

www.drhasanrizvi.org

اور ہر طرح کی قدُرت رکھنے والا بھی (۵۰)
اور کسی آدمی کو یہ حق حاصل نہیں کہ
اللہ اُس سے آمنے سامنے ہو کر بات کرے۔
اُس کی بات چیت تو وحی (یعنی خُفیہ پیغام رسانی)
کے ذریعہ ہوتی ہے یا پردے کے پیچھے سے (ہوتی
ہے) ' یا پھر وہ کوئی پیغام لے جانے والا (فرشتہ)
بھیجتا ہے ' تو وہ اُس کے حکم سے جو کچھ بھی
خدا چاہتا ہے 'وحی' (یعنی) خفیہ اِشارے کے
ذریعہ (خدا کا پیغام) پہنچا دیتا ہےؔ۔ حقیقت یہ
ہے کہ خدا بہت بلندی والا بھی ہے اور
گہری حقیقتوں کی بنیاد پر دانائی کے سَاتھ
بالکل ٹھیک کام کرنے والا بھی ہے (۵۱)
اِسی طرح ہم نے اَپنے حکم سے ایک "رُوح"

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ
وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ
مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ (۵۱)
وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۭ مَا كُنْتَ

لے وحی یہ ہے کہ صاحب وحی فرشتے کو دیکھتا ہے اور سنتا ہے۔ کبھی کبھی کسی کو نہیں دیکھتا مگر بات اس کے دل میں ڈال دی جاتی ہے۔ وحی کے معنی وہ خفیہ کلام ہے جس کا ادراک خدا کی طرف سے جلدی ہو جاتا ہے۔ اور "پردے کے پیچھے سے" کا مطلب یہ ہے کہ بغیر دیکھے یا مشاہدہ کئے فرشتے کی آواز کو سنتا ہے۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۵۴)

البتہ ایک وحی ایسی ہوتی ہے جو آمنے سامنے ہوتی ہے اور دوسری قسم کی وحی الہام کی شکل میں ہوتی ہے الہام وہ ہے جو دِل میں ڈال دیا جائے یا پردے کے پیچھے سے بتا دیا جائے جیسے حضرت موسیٰؑ نے آگ کے ذریعے کلام کیا لیکن کبھی خدا فرشتے کو نبی کے پاس بھیج دیتا ہے۔ فرشتہ خدا کے حکم سے خدا کے پیغام کو اس کے سامنے کھول کر بیان کرتا ہے۔ (تفسیر قمی)

***

www.drhasanrizvi.org

تَدْرِیْ مَا الْکِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰکِنْ جَعَلْنٰہُ
نُوْرًا نَّھْدِیْ بِہٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّکَ
لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۵۲﴾ ۙ
صِرَاطِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی
الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِلَی اللّٰہِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ ﴿۵۳﴾ ع

(مُراد وحی، تعلیم، پیغام یا خدا کی ایک خاص عظیم مخلوق) آپؐ کی طرف بھی وحی کی ہے۔ آپؐ نہیں جانتے تھے کہ کِتاب کیا ہے اور اِیمان کِس چیز کا نام ہے۔ مگر اُس روح کو ہم نے ایک روشنی بنا دیا جس سے ہم اَپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں، راستہ دکھاتے ہیں[1]۔ یہ حقیقت ہے کہ یقیناً آپؐ سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کر رہے ہیں، ﴿۵۲﴾ (یعنی) اللہ کے راستے کی طرف، جو زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا مالک ہے۔ خُوب اچھّی طرح سے جان لو کہ سارے کے سارے معاملات کو اللہ ہی کی طرف (آخری فیصلے کے لئے) لَوٹنا ہے (یا) معلوم ہونا چاہیئے کہ سارے معاملات اللہ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں ﴿۵۳﴾ ع

۵ ع ۶

[1] امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ "اللہ کی مخلوق میں سے "روح" ایسی مخلوق ہے جو عظمت میں جبرئیل اور میکائیل سے بھی زیادہ ہے - وہ رسول خداؐ کے ساتھ ہمیشہ رہی اور آپؐ کو خدا کے پیغام پہنچاتی رہی اور مشورہ بھی دیتی رہی رسول خداؐ کے بعد یہ روح آئمہ اہلبیتؑ کے ساتھ رہی جب سے وہ روح خدا نے رسول خداؐ کے پاس بھیجی پھر وہ پلٹ کر نہیں گئی اب وہ ہم میں موجود ہے" (تفسیر صافی صفحہ ۴۵۴ بحوالہ کافی)

خدا کا فرمانا کہ "آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کس چیز کا نام ہے؟" اس کا مطلب یہ سمجھنا غلط ہے کہ رسولؐ اعلان رسالت سے پہلے چالیس سال اس عالم میں رہے، یہ صرف ناروا جسارت ہی نہیں بلکہ حقیقت واقعہ کے بھی خلاف ہے - خدا نے رسولؐ کو وہ علم عطا فرمایا جو اولین وآخرین میں کسی کو نہ دیا۔

(بقیہ صفحہ ۱۸۱۵ پر)

***

آیاتها ۸۹ (۴۳) سُورَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ رُكُوعَاتُهَا ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ۚ (۱)

وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۙ (۲)

اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۚ (۳)

وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۗ (۴)

آیات ۸۹ سورة الزّخرف مکیّ رکوعات ۷

(سونے چاندی کی چمک دمک کے بیان والا سورہ)

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا' بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے

حا-میم (۱) قسم اس روشن واضح کتاب کی (۲)

کہ ہم نے اسے نہایت فصیح و بلیغ (یعنی) بہترین اور مناسب ترین الفاظ اور پیرایۂ بیان والا واضح' عربی زبان والا قرآن بنایا ہے۔ تاکہ تم لوگ عقل سے کام لے کر اسے سمجھو (۳)

درحقیقت یہ (قرآن) 'اُمّ الکتاب' (یعنی) اصل کتاب میں لکھا ہوا ہے' جو ہمارے ہاں بڑی بلند مرتبہ والی اور حکمت سے لبریز کتاب ہے۱ (۴)

---

۱ ام الکتاب یعنی اصل کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے اور بڑی بلند مرتبے والی حکمت سے لبریز کتاب قرآن کو کہا گیا ہے۔ (جلالین و ابن جریر) لیکن یہ صفات کسی انسان کے بھی ہو سکتے ہیں اس لئے امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا "ام الکتاب یعنی اصل کتاب (کے حامل) سے مراد حضرت علیؑ بھی ہیں" ۔ اور سورہ فاتحہ کو ام الکتاب اسی لئے کہتے ہیں کہ اس میں خدا نے صراط مستقیم کا تعارف صاحبان نعمت کے حوالے سے کرایا ہے اور صاحبانِ نعمت کے سیدو سردار حضرت علیؑ ہیں۔ اس لئے صراط مستقیم سے مراد حضرت علیؑ کی معرفت ہے۔ (یاد رہے کہ قرآن میں حضرت علیؑ ہی کی معرفت کے لئے فرمایا گیا۔ "آج میں نے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دیں) ۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۵۴ بحوالہ معانی الاخبار و مجمع البیان و تفسیر علی ابن ابراہیم)۔

***

www.drhasanrizvi.org

www.drhasanrizvi.org

أَفَنَضْرِبُ عَنكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا أَن كُنتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِينَ ۝٥
وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِن نَّبِيٍّ فِي الْأَوَّلِينَ ۝٦
وَمَا يَأْتِيهِم مِّن نَّبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝٧
فَأَهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُم بَطْشًا وَمَضَىٰ مَثَلُ الْأَوَّلِينَ ۝٨
وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

تو کیا ہم تمھاری طرف سے بالکل بیزار ہو کر تم سے آنکھیں بند کر لیں اور تمھارے لئے نصیحت کا یہ سبق بھیجنا ہی چھوڑ دیں صرف اس لئے کہ تم حد سے گزرے ہوئے لوگ ہو؟[۱] ⑤

جبکہ پہلے گزری ہوئی قوموں میں بھی ہم نے کئی کئی نبیؑ بھیجے ⑥ مگر کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی نبیؑ اُن کے پاس آیا ہو، اور اُنھوں نے اُس کا مذاق نہ اڑایا ہو[۲] ⑦ بس ہم نے اُن لوگوں کو ہلاک کر ڈالا جو اِن سے کہیں زیادہ طاقتور تھے۔ تو پہلے لوگوں کی ایسی مثالیں بہت گزر چکی ہیں[۳] ⑧

اگر آپؐ اُن سے پوچھیں کہ زمین اور آسمانوں کو کِس نے پیدا کیا، تو یہ لوگ کہیں گے کہ

۱۔ یعنی تم جو چاہے کرتے رہو۔ ہم تمھاری ہدایت سے ہاتھ تو بہرحال نہیں اٹھا سکتے کیونکہ ہدایت کا سامان کرتے رہنا اور پیغمبروں کو بھیجنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ (مجمع البیان)۔

اور اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کیا ہم تمھاری زیادتیوں پر چشم پوشی کرتے رہیں اور تمھیں اس کی سزا نہ دیں (تبیان)

***

۲۔ یہ آیت رسول خداؐ کی تسلی کے لئے نازل ہوئی کیونکہ قوم آپ پر ہنستی تھی۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۵۴)

***

۳۔ یعنی ہمیشہ پیغمبروںؑ کا مذاق اڑایا گیا اور طرح طرح کی بدسلوکیاں کی گئیں۔ مگر ان نازیبا حرکتوں کی وجہ سے ہم نے پیغمبروں کو بھیجنا نہیں چھوڑا تو اب پیغمبر آخر کو کیوں نہ بھیجتے تاکہ اتمام حجت پوری طرح سے ہو جائے (مجمع البیان)

***

www.drhasanrizvi.org

انھیں اُسی زبردست طاقت والے خدا نے پیدا کیا جو ہر چیز کا جاننے والا ہے[1] (۹) وہی جس نے تمھارے لئے اِس زمین کو گہوارہ (یعنی آرام کی جگہ) بنایا اور تمھارے لئے اِس میں راستے بھی بنا دیئے، تاکہ تم منزلِ مقصود تک پہنچ جاؤ (۱۰) اور وہی (خدا) جس نے آسمان سے پانی کو اُتارا، اور اُس کے ذریعہ سے مُردہ زمین کو زندہ کر اُٹھایا (یا) اُس بے جان زمین میں زندگی پیدا کر دی۔ اِسی طرح تم لوگ بھی (زندہ کر کے) زمین سے باہر نکالے جاؤ گے (۱۱) وہی (خدا) جس نے یہ تمام جوڑے اور تمام قسم کی چیزوں کو پیدا کیا[2]۔ اور تمھارے لئے کشتیوں اور جانوروں کو سواری بنایا، جن پر تم سوار

لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴿٩﴾
الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَجَعَلَ لَكُمْ
فِيهَا سُبُلًا لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٠﴾
وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَنْشَرْنَا
بِهِ بَلْدَةً مَيْتًا كَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ﴿١١﴾
وَالَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْفُلْكِ
وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُونَ ﴿١٢﴾

---

۱ مشرکین بھی اکثر توحید ذات کے قائل ہیں۔ وہ بھی صفت خالقیت میں بہت کم کسی کو شریک ٹھہراتے ہیں۔ شرک کا سارا زور صفت ربوبیت پر صرف ہوتا ہے۔ مشرکین عرب بھی خالق کو ایک ہی مانتے تھے۔ (ماجدی)

***

۲ محققین نے لکھا کہ مخلوقات جتنی بھی ہیں سب جوڑے جوڑے ہیں۔ مثلاً ذات و صفات، آگے پیچھے، دائیں بائیں، اوپر نیچے، اچھے برے، ماضی مستقبل۔ یہی دلیل ہے ان کے حادث اور ممکن الوجود ہونے کی۔ (تفسیر کبیر)

***

www.drhasanrizvi.org

ہوتے ہو ⑫ تاکہ جب تم اُن پر سوار ہو کر
پوُری طرح بیٹھ جاؤ، تو اَپنے پالنے والے مالک
کی نِعمت اور اِحسان کو یاد کرو۔ اور کہو کہ
ہَر عَیب اور نقص سے پاک ہے وہ (خدا) جس
نے اِس کو ہمارے قبضے میں دے دیا۔ ورنہ
ہم اُسے قابُو میں لانے کی طاقت نہ رکھتے
تھے ⑬ اور یہ حقیقت ہے کہ ہمیں اَپنے پالنے
والے مالک کی طرف پَلٹ کر جانا ہے ⑭ مگر
اُن لوگوں نے خدا کے کچھ بندوں کو اُس کا
جزو (یعنی اولاد) قرار دے رکھا ہے۔ واقعی
اِنسان بڑا کھُلا ہوا ناشکرا ہے[1] ⑮
ع ۱۵
کیا اُس (خدا) نے اُن چیزوں میں سے
جنھیں اُسی نے پیدا کیا ہے، اَپنے لئے بیٹیاں

لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا
اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ
لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ⑬
وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ⑭
وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ
مُّبِيْنٌ ⑮ ع
اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰكُمْ بِالْبَنِيْنَ ⑯

---

[1] جزو سے مراد یہاں اولاد ہے۔ (شاہ ولی اللہؒ و شاہ رفیع الدین) کیونکہ اولاد باپ کا جزو ہوتی ہے (جلالین) قریش کہتے تھے کہ ملائکہ خدا کی بیٹیاں ہیں۔ (تفسیر علی ابن ابراہیم) یہاں دلیل یہ دی گئی ہے کہ کیونکہ خدا ناقابل تقسیم ہے اور اولاد جزو ہوتی ہے اس لئے خدا کے اولاد نہیں ہو سکتی۔ (فصل الخطاب)۔

فلسفۂ قدیم کی رو سے خدا کو جب خالق مان لیا تو لازم ہے کہ وہ قدیم ہو۔ کیونکہ حادث موجدِ کل ہو ہی نہیں سکتا اور جب وہ قدیم ٹھہرا تو اس کے لئے عدمِ ترکیب اس لئے لازم آئی کہ جو قدیم ہو وہ مرکب نہیں ہو سکتا۔ جو غیر مرکب ہے اس کے لئے کوئی جزو تسلیم کرنا اسے مرکب اور حادث قرار دینا ہے۔

نیز آیت کے معنیٰ یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ انہوں نے مخلوقات کے درمیان تقسیم کر دی کچھ کو اللہ کے لئے رکھا اور کچھ کو غیر خدا کے سپرد کر دیا۔ (تفسیر کبیر)

***

www.drhasanrizvi.org

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۱۷﴾
اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ﴿۱۸﴾

منتخب کیں، اور تمھیں بیٹوں سے نوازا؟ (۱۶) جبکہ حالت یہ ہے کہ جب اُن میں سے کسی کو اُس چیز کی (یعنی بیٹی پیدا ہونے کی) خوش خبری دی جاتی ہے، جسے وہ خدائے رحمان کی طرف منسوب کرتے ہیں، تو اُن کا مُنہ کالا پڑ جاتا ہے اور وہ رنج و غم سے بھر جاتا ہے۔ (یہ مشرکینِ عرب کی انتہائی جہالت کا بیان ہے) (۱۷) (کیا اللہ کے حصّے میں وہ اولاد آئی) جو زیوروں میں پالی جاتی ہے، اور بحث مباحثہ کے وقت (شدّتِ جذبات کی وجہ سے) اپنا مطلب بھی پوری طرح واضح نہیں کر سکتی۔ (یعنی نرم و نازک اور کمزور اولاد کو تو تم نے اللہ کے حصّہ میں ڈال دیا[1]، اور خم ٹھونک کر

[1] خدا تو ہر قسم کی اولاد سے پاک و بلند ہے مگر یہاں مشرکین کی ذہنیت کے اس مضحکہ خیز پہلو کا اظہار ہے کہ وہ جاہل بیٹیوں کو تو اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں مگر وہی چیز جسے اپنے لئے عیب سمجھتے ہیں خدا کے لئے ثابت کرتے ہیں۔ اس میں خود انہیں کی غلط ذہنیت کا اظہار ہے۔ ورنہ یہ کوئی حقیقت نہیں کہ بیٹی کا ہونا عیب ہو۔ خدا نے اپنے محبوبؐ کو بیٹی سے نوازا۔ (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ
اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ ﴿١٩﴾
وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ مَا لَهُمْ
بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۗ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿٢٠﴾

میدان میں اُترنے والی اَولاد کو خود لے اُڑے) ⑱

پھر اُنھوں نے فرشتوں کو بھی جو خدائے رحمان کے بندے ہیں، عورتیں قرار دے دیا ہے۔ کیا اُن کے جسم کی ساخت اُنھوں نے دیکھی ہے؟ (یا) کیا وہ اُن کی پیدائش کے وقت موجود تھے؟ اُن کی یہ گواہی لکھ لی جائے گی۔ اور اُن سے اُس کے بارے میں سوال بھی کیا جائے گا ⑲

پھر وہ کہتے ہیں کہ "اگر سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا خدا چاہتا (کہ ہم اُن کی عبادت نہ کریں) تو ہم کبھی اُن کی پُوجا پاٹ یا بندگی نہ کرتے۔ یہ اِس معاملے کی حقیقت کو بالکل نہیں جانتے (کہ خدا نے اُن کو عمل کا

مشرکوں کا استدلال یہ تھا کہ اگر شرک اتنی ہی بری چیز ہے تو خدا نے ہمیں شرک کرنے پر قدرت ہی کیوں دی گویا استدلال یہ تھا کہ کیونکہ اسی نے ہمیں شرک کرنے پر قدرت دی ہے اس لئے وہ شرک پر راضی ہے۔ وہ یہ نہ سمجھے کہ انسان کو جو اختیار ملا ہے وہ اس کے امتحان کے لئے ہے۔ اگر اختیار نہ ہوتا تو انسان بالکل مشین کی طرح ہو جاتا پھر عذاب و ثواب کا کوئی سوال ہی باقی نہ رہتا۔ (ماجدی)

اصل میں "خرص" پھلوں کا اندازہ لگانے کو کہتے ہیں۔ اس لئے ہر وہ بات جو ظن و تخمین یا اندازے سے کہی جائے اس کو بھی "خرص" کہتے ہیں۔ خواہ وہ حقیقت ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ ایسی بات صرف اندازوں سے کہی جاتی ہے۔ اس لئے اس کا کہنے والا جھوٹا کہلاتا ہے۔ چاہے وہ بات واقع کے مطابق ہی کیوں نہ ہو (لغات القرآن نعمانی جلد ۲ صفحہ ۹۷)

***

www.drhasanrizvi.org

اَمۡ اٰتَیۡنٰہُمۡ کِتٰبًا مِّنۡ قَبۡلِہٖ فَہُمۡ بِہٖ مُسۡتَمۡسِکُوۡنَ ﴿۲۱﴾
بَلۡ قَالُوۡۤا اِنَّا وَجَدۡنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤی اُمَّۃٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤی
اٰثٰرِہِمۡ مُّہۡتَدُوۡنَ ﴿۲۲﴾
وَ کَذٰلِکَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ فِیۡ قَرۡیَۃٍ مِّنۡ نَّذِیۡرٍ
اِلَّا قَالَ مُتۡرَفُوۡہَاۤ ۙ اِنَّا وَجَدۡنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤی اُمَّۃٍ وَّ
اِنَّا عَلٰۤی اٰثٰرِہِمۡ مُّقۡتَدُوۡنَ ﴿۲۳﴾

اِختیار دے کر اُن کا اِمتحان لیا ہے) وہ بس اَٹکل پچو بات کرتے ہیں ﴿۲۰﴾ کیا ہم نے اُنھیں اِس سے پہلے کوئی کِتاب دی تھی جِس کی کوئی سَند (بُت پرستی کے لئے) یہ اَپنے پاس رکھتے ہوں[1]؟ ﴿۲۱﴾ (نہیں) بلکہ یہ تو بس یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اَپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا ہے، اور ہم اُنھیں کے نقشِ قدم پر چَل کر منزِلِ مقصود تک پہنچ جائیں گے[2] ﴿۲۲﴾ اِسی طرح ہم نے آپؐ سے پہلے کِسی بَستی میں کوئی پیغمبرؑ نہیں بھیجا، مگر یہ کہ وہاں کے خوش حال دولت مَند لوگوں نے یہی کہا کہ "ہم نے اَپنے باپ دادا کو ایک طریقے پر دیکھا ہے۔ اور ہم اُنھیں کے نقشِ قدم کی پیَروی کرتے رہیں گے[3]" ﴿۲۳﴾

[1] قرآن نے مشرکوں کی بار بار یہ دکھتی رگ پکڑی ہے اور بار بار ان سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ شرک پر کوئی عقلی یا نقلی دلیل تو لاؤ۔

***

[2] امام رازی نے نتیجہ نکالا کہ (۱) آبا پرستی اور اندھی جامد تقلید کی مذمت میں اگر پورے قرآن میں کوئی اور آیت بھی نہ ہوتی تو یہ ایک آیت ہی بہت کافی تھی (۲) کسی عقیدے کا بلا دلیل قائل ہو جانا قابل ملامت ہے اور تقلید جامد رسم پرستی کے مترادف ہے اور اس پر خدا کی سزا کا وعدہ ہے۔ (تفسیر کبیر)

***

[3] محققین نے نتیجہ نکالا کہ (۱) یہ آیت رسول خداؐ کی تسلی کے لئے نازل ہوئی (۲) دوسرے یہ کہ اندھی تقلید کرنا پرانی گمراہی ہے (۳) اور دولتمندوں کی تخصیص یہ بتاتی ہے کہ ناز و نعمت میں پرورش پانے اور باطل چیزوں کی محبت انسان کو اس بات پر آمادہ کرتی ہے کہ وہ غور نہ کرے بلکہ اندھی تقلید کرے۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۵۵)

***

www.drhasanrizvi.org

قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۚ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾
فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۵﴾ ع
وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾

ہر نبیؑ نے اُن سے پُوچھا (کیا تم اِسی غلط راستے
پر چلتے چلے جاؤ گے) "چاہے اِس راستے سے جس
پر تم نے اَپنے باپ دادا کو پایا ہے، کہیں زیادہ
صحیح راستہ میں تمھیں دکھاؤں؟" (وہ بولے
یقیناً) آخر کار اُنھوں نے سارے کے سارے سوالوں
کا بس یہی (ایک) جواب دیا کہ: "جس پیغام
کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو، ہم اُس کو نہیں
مانتے" ﴿۲۴﴾ تو ہم نے اُن سے اِس کا بدلہ لے
لیا۔ اَب دیکھ لو کہ جُھٹلانے والوں کا کیا
ع ۲/۸ انجام ہوا [1] ع ﴿۲۵﴾

یاد کرو وہ وقت جب ابراہیمؑ نے اَپنے چچا
اور اَپنی قوم والوں سے کہا کہ: "جس کی تم
بندگی یا پُوجا پاٹ کرتے ہو میرا اُن سے کوئی

[1] پچھلی دونوں آیتوں سے محققین نے نتیجہ نکالا کہ پیغمبروں کے ساتھ ہمیشہ حق دلیل اور برہان رہا ہے اور منکرین کے پاس تعصب، ہٹ دھرمی، کج بحثی، رسم و رواج پرستی اور آبا پرستی کے سوا کچھ نہیں ہوتا اور اس ضد میں ان کے روساء آگے آگے ہوتے ہیں کیونکہ حق کو مان لینے سے ان کے مفادات پر ضرب پڑتی ہے۔ اور ان ہی باتوں کی وجہ سے قومیں تباہ ہو جایا کرتی ہیں۔ ان آیتوں سے اندھی تقلید کی پوری پوری مذمت نکلتی ہے (ماجدی۔ جصاص)

***

www.drhasanrizvi.org

تعلّق نہیں ﴿۲۶﴾ (میرا تعلّق تو صِرف اُس ذات سے ہے) جس نے مجھے پیدا کیا ہے، کہ وہی مجھے منزلِ مقصود تک پہنچائے گا ﴿۲۷﴾ اور ابراہیمؑ یہی 'باقی رہنے والا کلمہ' (مُراد توحید اور منصبِ امامت) اَپنے پیچھے اَپنی اَولاد میں بھی چھوڑ گئے' تاکہ وہ بھی خدا ہی کی طرف رجوع کئے رہیں[1] ﴿۲۸﴾ (لیکن جب لوگوں نے ابراہیمؑ کی تعلیم کو بُھلا دیا تو میں نے اُن کو فوراً سزا نہ دی) بلکہ میں اُن کے باپ دادا کو وقتی دُنیوی فائدے دے کر عَیش اُڑانے کا موقع دیتا رہا۔ یہاں تک کہ اُن کے پاس "حق" (مراد قرآن) بھی آیا اور (حقیقتوں کو) کھول کھول کر بیان کرنے والا "رسولؐ" بھی آیا ﴿۲۹﴾ تو جب اُن کے پاس

اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ فَاِنَّهٗ سَیَهْدِیْنِ ﴿۲۷﴾
وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِیَةً فِیْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾
بَلْ مَتَّعْتُ هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰی جَآءَهُمُ الْحَقُّ
وَرَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲۹﴾

---

[1] امام زین العابدینؑ اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا "یہ آیت ہماری شان میں نازل ہوئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ امامت کا منصب قیامت تک اولاد امام حسینؑ میں باقی رہے گا"۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۵۵ بحوالہ الاکمال، علل الشرائع و معانی الاخبار)

یعنی "یہ باقی رہنے والی بات" سے مراد منصب امامت ہے جو نسل ابراہیمی میں قیامت تک باقی رہے گا۔ (مجمع البیان)

اہل سنت کے اکابرین نے بھی ذریت ابراہیمی کے تحت آل محمدؐ کا ذکر کیا ہے مثلاً سدی اور حسن وغیرہ (تبیان) ۔ اور اس باقی رہنے والے کلمے سے مراد کلمہ توحید تو ہے ہی۔ (شاہ ولی اللہ)۔

***

www.drhasanrizvi.org

حق آیا، تو اُنھوں نے کہا: "یہ تو جادو ہے۔
اور ہم اِس کو نہیں مانتے" (۳۰)
اور اَب وہ کہتے ہیں کہ یہ (قرآن مکّہ
اور طائف کے) دونوں شہروں کے کِسی بڑے
آدمی پر کیوں نہیں اُتارا گیا[1]؟ (۳۱) تو کیا اَب
تیرے پالنے والے مالک کی رحمت کو یہ لوگ
تقسیم کریں گے[2]؟ حالانکہ وہ ہم ہیں جس نے
دُنیوی زندگی میں بھی اُن کے اَسبابِ معاش
ان میں تقسیم کئے ہیں۔ اور اُن میں سے کچھ
لوگوں کو کچھ دُوسرے لوگوں پر کئی کئی درجے
بلندی بھی دی ہے۔ تاکہ یہ ایک دُوسرے
کو اَپنے قبضے میں لا کر اُن سے کام لیں۔ غرض
تیرے پالنے والے مالک کی 'رحمت' (مُرادہدایت

وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ
كٰفِرُوْنَ (۳۰)
وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ
الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ (۳۱)
اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۭ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ
مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ
بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۭ وَ

---

[1] دونوں بستیوں سے مراد مکہ اور طائف کے دولتمند لوگ ہیں۔ (تفسیر علی بن ابراہیم)

یہ محاورہ جاہلیت سے چل رہا ہے کہ دولت مندوں کو بڑا آدمی کہا جاتا ہے۔ خرد کا نام جنوں پڑ گیا، جنوں کا خرد خدا نے جواب دیا کہ رسالت اور نبوت کا تعلق دولت سے نہیں ہوتا نفس کی بلندی سے ہوتا ہے دوسرے یہ کہ دولت کا ہونا خدا کے نزدیک بڑے ہونے کا ثبوت نہیں ہوتا کہ اس کی وجہ سے رسالت دے دی جائے۔

***

[2] شاہ عبدالقادرؒ نے لکھا اللہ نے روزی ان کی تجویز پر نہیں بانٹی، پیغمبر (جیسی چیز) کیوں کر دے ان کی تجویز پر (موضح القرآن)

کاش اسی اصول کو پیغمبر خداؐ کی جانشینی کے لئے بھی سامنے رکھا جاتا۔ (فصل الخطاب)

رحمت کے عام معنی بھی ہیں اور یہاں خصوصی اشارہ نبوت کی طرف ہے۔ (مدارک)

***

www.drhasanrizvi.org

اُس مال و دَولت سے کہیں بہتر ہے جو (اُن
کے دولت مند لوگ) جمع کر رہے ہیں ﴿۳۲﴾
اگر یہ نتیجہ نہ ہوتا کہ سَب کے سَب لوگ
ایک ہی طریقے کے (گمراہ) ہو جائیں گے، تو
ہم خدائے رحمان (یعنی) سب کو فیض اور فائدے
پہنچانے والے خدا کا اِنکار کرنے والوں کے
گھروں کی چھتوں اور اُن کی سیڑھیوں تک کو
جن پر وہ چڑھتے ہیں' (سونے) چاندی کے
کر دیتے[1] ﴿۳۳﴾ اور (صرف یہی نہیں) اُن کے گھروں
کے دروازوں کو بھی' اور وہ تخت جن پر
وہ تکیئے لگا کر بیٹھتے ہیں' ﴿۳۴﴾ اور طرح طرح کی
آرائشیں (اِن سب کو سونے چاندی کا بنا
دیتے)' مگر یہ سب ہوتا اِسی دُنیا کی زندگی

رَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿۳۲﴾
وَلَوْلَآ أَنْ يَّكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا
لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ
وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ ﴿۳۳﴾
وَلِبُيُوْتِهِمْ أَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ﴿۳۴﴾
وَزُخْرُفًا ۚ وَإِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

---

[1] مطلب یہ ہے کہ لوگ کافروں کی دولت کی فراوانی کو دیکھ کر دنیا کی محبت کی وجہ سے کفر کی طرف راغب ہو جاتے ہیں یہی ہمارا حال ہے۔

زخرف سے ایسا مکان مراد ہے جو سونے چاندی سے سجایا گیا ہو۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ "اگر خدا نے کافروں کے ساتھ ایسا معاملہ کیا ہوتا جیسا کہ اس آیت میں بیان فرمایا ہے تو کوئی ایمان نہیں لاتا مگر خدا نے کچھ مومنین کو امیر بنا دیا اور کچھ کافروں کو فقیر بنا دیا اس کے بعد اپنے احکامات صادر فرما کر ان کی صبر و رضا کا امتحان لیا"

لیکن اگر خدا کافروں کو بے پناہ دولت دے دیتا تو لوگ یہ سمجھتے کہ خدا کی مقبولیت کفر و شرک ہی سے حاصل ہو سکتی ہے اور پھر سب کے سب اس طرف جھک جاتے۔ (تفسیر کبیر)۔

***

www.drhasanrizvi.org

سے عارضی یا وقتی فائدہ اُٹھانے کا سازو سامان ۔ لیکن آخرت کی دُوسری زندگی تمہارے پالنے والے مالک کے ہاں صرف (اور صرف) بُرائیوں سے بچنے والے "مُتقین" کے لئے ہے [1] ع ۳۵

اور جو خدا کی یاد سے اَندھا رہتا ہے، اُس پر ہم ایک شیطان کو مُسلّط کر دیتے ہیں [2] - اور وہ اُس کے ساتھ ساتھ رہتا ہے ۳۶

اور وہی (شیاطین) اَیسے لوگوں کو سیدھے راستے پر آنے سے روکتے رہتے ہیں، جبکہ وہ لوگ اَپنی جگہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ہی صحیح راستے پر ہیں ۳۷ آخر کار جب یہ شخص ہمارے پاس آتا ہے تو اَپنے شیطان سے کہتا ہے :

"کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق اور

۳ ع ۱۰ ۹

ع وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۳۵

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۳۶

وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۳۷

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ

---

[1] محققین نے نتیجے نکالے (۱) خدا مومنین پر بے حد مہربان ہے کہ انہیں گمراہی کے اسباب تک سے بچائے رکھتا ہے (۲) آخرت مومنین کے لئے ہے (۳) دنیا خدا کی نظر میں بہت معمولی چیز ہے (۴) سونا چاندی ناپسندیدہ چیزیں ہیں غرض دولت و اسباب دنیا کی بے وقعتی تو اللہ کے نزدیک اتنی زیادہ ہے کہ وہ کافروں کو یہ چیزیں کثرت سے عطا کر دیتا ہے اب اگر اور زیادہ دے دیتا تو پھر شاید کوئی بھی ایمان کے راستے پر نہ ہوتا - اس لئے حکمت الہیٰ کا تقاضا یہ تھا کہ کبھی کبھی کفار بھی پریشان حال نظر آئیں اور اہل ایمان بھی کبھی دولت مند نظر آئیں تاکہ کفر یقینی طور پر دنیوی کامیابی کا معیار نہ سمجھا جائے ۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا " اللہ نے مومنین میں بھی دولت مند رکھے اور کافروں میں بھی فقراء رکھے اگر خدا ایسا نہ کرتا تو پھر کوئی ایمان نہ لاتا پھر خدا نے ان کا امتحان لیا اپنے حکم سے اور بعض چیزوں کے منع کرنے سے صبر اور رضا کا حکم دے کر "
- (تفسیر علی ابن ابراہیم)

(بقیہ صفحہ ۱۸۱۲ پر)

***

www.drhasanrizvi.org

مغرب کا فاصلہ ہوتا۔ تو کتنا بُرا ساتھی ہے"[1] (۳۸)
(اُس وقت اُن سے کہا جاتا ہے) جب تم ظلم
کر چکے، تو آج (تمھارا یہ کہنا) تمھیں کوئی
فائدہ نہ دے گا۔ اَب تم اور تمھارے یہ شیاطین
سَب (کے سَب) خدائی سزا میں مُشترک ہیں"[2] (۳۹)
تو کیا آپؐ بہروں کو آواز سُنوایئے گا؟
اور اَندھوں کو راستہ دکھایئے گا؟ اور اُن
کو جو کُھلی گمراہی میں پڑے ہیں (ہدایت
فرمایئے گا)؟ (۴۰) ہمیں تو اُن سے بدلہ ضرور
لینا ہے، چاہے ہم آپؐ کو دُنیا سے لے ہی
(کیوں نہ) جائیں (۴۱) یا ہم آپؐ کو اُن کا وہ
بُرا انجام آنکھوں سے دِکھا دیں، جس کا ہم
نے اُن سے وعدہ کیا ہے۔ (کیونکہ) ہم اُن

الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِينُ ﴿۳۸﴾
وَلَنْ يَنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ إِذْ ظَلَمْتُمْ أَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ
مُشْتَرِكُونَ ﴿۳۹﴾
أَفَأَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ أَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ
فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿۴۰﴾
فَإِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَإِنَّا مِنْهُمْ مُنْتَقِمُونَ ﴿۴۱﴾
أَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِي وَعَدْنَاهُمْ فَإِنَّا عَلَيْهِمْ مُقْتَدِرُونَ ﴿۴۲﴾

---

[1] اس آیت میں ساری کی ساری ضمیریں اندھے بن جانے والے انسانوں کی طرف پھرتی ہیں۔ (مدارک)

رسول خداؐ نے فرمایا "کافر کا شیطان سوتے جاگتے کھاتے پیتے اس کے ساتھ شریک رہتا ہے مگر مومن کا شیطان انتظار کرتا رہتا ہے کہ مومن کب غافل ہو تو اسے دبوچ لے اور بعد المشرقین سے مراد مشرق اور مغرب کا فاصلہ ہے۔ (کشاف۔ تفسیر کبیر)

***

[2] محققین نے نتیجے نکالے (۱) کہ قیامت میں کافروں کو اس بات سے ذرا بھی تسکین حاصل نہ ہو گی کہ دوسرے بہت سے لوگ بھی ان کے ساتھ جہنم میں داخل ہوتے ہیں۔ (۲) شیطان کا شریک عذاب ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا نے شیطان کو گمراہ کرنے پر مامور نہیں کیا۔ بس خدا اس کی شیطنیت میں سد راہ نہیں ہوا کرتا۔ خدا نے اسے گمراہ کرنے کے لئے اس کی گمراہی میں چھوڑ دیا ہے۔ وہ بھی اس کی اپنی ضد اور سرکشی کی وجہ سے۔ (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

کے مقابلے میں پوری پوری قدرت رکھتے ہیں (۴۲)
تو آپؐ اس کتاب (قرآن) کو مضبوطی سے
تھامے رہئے جو وحی کے ذریعے سے آپؐ کے
پاس بھیجی گئی ہے۔ حقیقتاً آپؐ سیدھے راستے
پر ہیں (۴۳) حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب آپؐ کے
لئے اور آپؐ کی قوم کے لئے ایک بہت بڑا شرف
اور اعزاز ہے۔ اور تم سب سے اِس کے متعلق
پوچھا جائے گا (۴۴) اور آپؐ اُن پیغمبروں سے پُوچھئے
جنھیں ہم نے آپؐ سے پہلے بھیجا تھا" کہ کیا
ہم نے خدائے رحمان کے علاوہ کوئی دُوسرے
خدا بھی مُقرّر کئے تھے جن کی عبادت کی
جائے؟ لے (۴۵) ع
ہم نے موسیٰؑ کو اپنی نشانیوں "معجزوں

۴ع ۱۰

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (۴۳)
وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ (۴۴)
وَسْــَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ (۴۵)
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ

لے امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ "اس آیت کے بارے میں رسول خداؐ سے دریافت کیا گیا تھا کہ آپؐ نے حضرت عیسیٰؑ سے کیسے پوچھا جب کہ حضرت عیسیٰؑ تو پانچ سو سال رسول خداؐ سے پہلے تشریف لائے تھے؟ امامؑ نے فرمایا "خدا کی وہ آیتیں جو خدا نے شب معراج رسول خداؐ کو دکھائی تھیں اس میں یہ بھی تھا کہ خدا نے تمام انبیاء کو جمع فرمایا - جبرئیلؑ نے اذان اور اقامت کہی- حضورؐ نے سارے انبیا کی نماز کی امامت فرمائی اس وقت خدا نے رسولؐ پر یہ آیت نازل فرمائی کہ آپؐ عیسیٰؑ سے پوچھیئے، پس حضرت رسول خداؐ نے حضرت عیسیٰؑ سے پوچھا کہ آپؐ کس کی عبادت کرتے رہے؟ انہوں نے فرمایا "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اور یقیناً آپؐ خدا کے رسولؐ ہیں- اسی پر ہم سے عہدوپیمان لئے گئے تھے اور ہم اسی کے پابند ہیں" - (تفسیر صافی صفحہ ۴۵۶ بحوالہ کافی و تفسیر قمی)-

***

فَقَالَ اِنِّیْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۶﴾
فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰیٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا یَضْحَكُوْنَ ﴿۴۷﴾
وَمَا نُرِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ اِلَّا هِیَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۫ وَ
اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۴۸﴾
وَقَالُوْا یٰۤاَیُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ
اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾

اور دلیلوں کے ساتھ فرعون اور اُس کے سرداروں کی طرف بھیجا[1]۔ اُنھوں نے جا کر کہا: "میں تمام جہانوں کے پالنے والے مالک کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں" ﴿۴۶﴾ پھر جب اُنھوں نے ہماری نشانیاں اُن کے سامنے پیش کیں، تو وہ اُن کا مذاق اُڑانے لگے ﴿۴۷﴾ ہم اُنھیں جو بھی نشانی دِکھاتے تھے، وہ دُوسری نشانی سے بڑھی چڑھی ہوتی تھی[2]۔ آخرکار ہم نے اُن کو اپنی سزا میں پکڑ لیا، تاکہ وہ اپنے (غلط) راستے سے پلٹیں ﴿۴۸﴾ مگر اُنھوں نے کہا: "اَے جادوگر[3]! اپنے پالنے والے مالک کی طرف سے جو عہدہ تجھے حاصل ہے، اُس کی بنا پر ہمارے لئے اُس سے دُعا کر (کہ یہ

---

[1] حالانکہ حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے تھے مگر کیونکہ بنی اسرائیل فرعون اور اس کے سرداروں کے زیر اقتدار تھے اس لئے ان کا نام لیا گیا۔ (تبیان)

***

[2] مطلب یہ ہے کہ ساری کی ساری نشانیاں بڑی تھیں۔ یہ مطلب نہیں کہ ایک نشانی دوسری نشانی سے بڑی تھی۔ یہ ایک محاورہ ہے جب کئی چیزوں کا کمال بیان کرنا ہوتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ ایک سے دوسری بڑھ کر تھی۔ (تھانوی)

***

[3] ان لوگوں نے حضرت موسیٰؑ کو ان کی تندمزاجی کی وجہ سے ساحر کہا۔ اور اس لئے بھی کہ ان کے ہاں کامل عالم کو ساحر کہا جاتا تھا۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۵۷ و تفسیر قمی)

مطلب یہ ہے کہ اے موسیٰؑ وہی منتر وغیرہ جن کو پڑھ کر تم یہ عجیب عجیب چیزیں دکھاتے ہو انہیں کو پڑھ کر دعا کرو (فصل الخطاب)

اصل میں فرعونی موسیٰؑ کی نبوت کو تو نہیں مانتے تھے مگر ان کو ایک بڑا عامل ماہر جادوگر سمجھتے تھے اور یقین رکھتے تھے کہ یہ

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ﴿٥٠﴾
وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ
مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ۚ
اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٥١﴾
اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ
يُبِيْنُ ﴿٥٢﴾
فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ

عذاب ٹل جائے تو) ہم اب سیدھے راستے پر آ جائیں گے" (۴۹) مگر جوں ہی ہم اُن سے عذاب کو دُور کرتے، تو ایک دم سے وہ اپنے عہد کو توڑ کر اپنی بات سے پھر جاتے[1] (۵۰) (ایک دن) فرعون نے پُکار کر اپنی قوم میں کہا: "اے میری قوم والو! کیا مِصر کی حکومت میرے قبضے میں نہیں ہے؟ اور یہ نہریں جو میرے نیچے بہہ رہی ہیں؟ کیا تم لوگوں کو نظر نہیں آتا؟ (۵۱) (بتاؤ) کیا میں بہتر ہوں، یا یہ شخص جو ذلیل و حقیر ہے اور جو اپنی بات بھی کھول کر بیان نہیں کرسکتا؟[2] (۵۲) کیوں ایسا نہیں ہوا کہ اِس پر سونے کے زیور اُترتے، یا پھر اِس

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

دنیا کی مصیبتیں بھیج سکتے ہیں اور ان کو ٹال بھی سکتے ہیں تورات میں ہے کہ "تب فرعون نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو بلوایا اور کہا کہ خداوند سے شفاعت کرو کہ مینڈک کو مجھ سے اور میری رعیت سے دفع کرے"۔ (خروج ۸:۸)

***

۱؎ توریت میں ہے "پھر جب فرعون نے دیکھا کہ مہلت مل گئی تو اس نے اپنا دل سخت کیا اور جیسا خداوند نے کہا تھا ان کی نہ سنی" (خروج ۸:۱۵)

"تو پھر فرعون کا دل سخت ہوا اور اس نے ان لوگوں کو جانے نہ دیا" (۹:۷)

***

۲؎ فرعون کا یہ کہنا کہ "جو اپنے دل کی بات کو پوری طرح بیان بھی نہیں کرسکتا" موسیٰؑ کی زبان کی لکنت پر طنز تھا۔ جو ان کی زبان میں بعثت سے پہلے تھی۔ بعثت کے بعد تو حضرت موسیٰؑ کی دعا کی وجہ سے لکنت دور ہو گئی تھی۔ (مجمع البیان)

***

www.drhasanrizvi.org

کے ساتھ ساتھ فرشتے اُترتے جو اِس کے آگے پیچھے چلتے" ﴿۵۳﴾

غرض اُس نے اِس طرح اَپنی قوم کو بہکایا، ورغلایا اور بے وقوف بنا دیا۔ تو اُنھوں نے فرعون کی اِطاعت کی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ سب بدکار لوگ تھے ﴿۵۴﴾ (آخرکار) جب اُنھوں نے ہمیں تکلیف دے کر صدمہ پہنچایا (یا) غُصّہ[1] دِلایا، تو ہم نے بھی اُن سے بدلہ لے لیا، اور اُن سب کو ڈبو کر رکھ دیا ﴿۵۵﴾ اور اُن کو ایک گزری ہوئی نسل، اور بعد میں آنے والوں کے لئے ایک مِثالی نمونۂ عبرت، بنا کر رکھ دیا ﴿۵۶﴾ ع

ع ۵ ۱۱ ۱۱

اور جب مریمؑ کے بیٹے کی مثال پیش کی

الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ﴿۵۳﴾
فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۴﴾
فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۵﴾ لا
ع فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾

[1] امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ "خدا اس طرح غصہ نہیں فرماتا جیسے ہم۔ اس نے اپنے خاص دوست پیدا کئے ہیں جو غصہ بھی ہوتے ہیں اور راضی بھی۔ ان کی رضامندی کو اپنی رضامندی اور ان کے غصہ کو اپنا غصہ قرار دیا۔ یہ اس لئے کہا کہ ان لوگوں کو خدا نے اپنی طرف بلانے والا اور اپنی ذات کی معرفت کرانے والا فرمایا۔ اسی لئے خدا نے فرمایا۔ "جس نے میرے دوست کو ذلیل کیا گویا وہ مجھ سے لڑنے کے لئے میدان جنگ میں اترا اور اس نے مجھے جنگ کے لئے بلایا"۔ اسی لئے خدا نے فرمایا "جس نے رسولؐ کی اطاعت کی، اس نے خدا کی اطاعت کی"۔ نیز خدا نے فرمایا "جس نے آپؐ کی بیعت کی اس نے خدا کی بیعت کی"۔ پورا قرآن اسی انداز پر ہے۔ کیونکہ خدا کو رنج و غم نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ وہ تو ان کیفیتوں کا خالق ہے۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۵۷ بحوالہ کافی والتوحید)

***

www.drhasanrizvi.org

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ﴿٥٧﴾

وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ﴿٥٨﴾

إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٥٩﴾

وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴿٦٠﴾

گئی، تو تمھاری قوم والوں نے اُس پر غُل مچا کر تالیاں بجائیں[1] (یا) اُس سے مُنہ موڑنے لگے ﴿٥٧﴾ کہنے لگے: "ہمارے خدا اچھے ہیں یا وہ؟" اُنھوں نے یہ مثال صِرف آپؐ سے بحثا بحثی اور جھگڑنے کے لئے کہی ہے۔ بلکہ وہ لوگ ہیں ہی بڑے جھگڑالو ﴿٥٨﴾ مریمؑ کے بیٹے اِس کے سِوا کچھ نہ تھے کہ وہ ہمارے ایک[(1)] بندے تھے۔ جِن[(2)] پر ہم نے اِنعام کیا (یا) جنھیں ہم نے اپنی نِعمت سے نوازا" اور اُنھیں[(3)] بنی اِسرائیل کے لئے ایک مِثالی شخصیت (یا) اپنی[(4)] قُدرت کا ایک نمونہ بنایا[2] ﴿٥٩﴾ اور اگر ہم چاہتے تو تمھارے بجائے فرشتے پیدا کر دیتے جو زمین میں متمکن ہوتے[3] ﴿٦٠﴾ اور

[1] مشرکوں نے جب رسولؐ کی زبانی حضرت عیسیٰؑ کی مدح سنی تو اپنی حماقت کی وجہ سے خوشی سے اچھل پڑے۔ گویا کوئی بڑی سخت کمزوری یا رسولؐ کی غلطی ان کے ہاتھ آ گئی۔ کہنے لگے جب عیسیٰؑ باوجود اس کے کہ عیسائیوں کے خدا ہیں، قابل مدح ہو سکتے ہیں تو ہمارے بتوں، دیوتاؤں اور ٹھاکروں کو بھی قابل مدح بزرگ سمجھا جائے لیکن وہ احمق یہ نہ سمجھے کہ مسلمان حضرت عیسیٰؑ کو خدا نہیں سمجھتے خدا کا بندہ سمجھتے ہیں۔ (ماجدی)

***

[2] محققین نے نتیجہ نکالا کہ اسلام میں بلند ترین کمال عبدیت کا درجہ ہے اور حضرت عیسیٰؑ کے نمونے سے مراد نمونہ قدرت بھی ہو سکتا ہے اس لئے کہ حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ گویا وہ بطور نمونہ قدرت کے بھیجے گئے تھے۔ (ماجدی)

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

وہ (مُرادحضرت عیسیٰؑ) تو قیامت کی ایک بڑی نشانی ہیں (یا) عیسیٰؑ تو قیامت کے عِلم کا ایک ذریعہ ہیں۔ پس تم اُس میں شک نہ کرو اور میری پیروی کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے[1] (۶۱) اور کہیں ایسا نہ ہو کہ شَیطان تمھیں (قیامت کی تیّاری سے) روک دے، (کیونکہ) حقیقتاً وہ تمھارا کھُلا ہوا دُشمن ہے (۶۲)

تو جب عیسیٰؑ کھُلے ہوئے واضح دلائل، نِشانیاں اور مُعجزات لے کر آئے، تو اُنھوں نے کہا کہ: "میں تمھاری طرف حِکمت (یعنی گہری حقیقتوں پر مَبنی دانائی کی باتیں اور ٹھیک ٹھیک تعلیمات لے کر آیا ہوں، اور اس لئے آیا ہوں تاکہ تمھارے لئے کچھ اُن

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (۶۱)

وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (۶۲)

وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

[3] مطلب یہ ہے کہ خدا تو حضرت عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے پیدا کرنے سے بھی زیادہ عجیب وغریب چیزوں پر قادر ہے۔

***

[1] محققین نے نتیجہ نکالا کہ حضرت عیسیٰؑ کا زمین پر اترنا آخر زمانے میں ہوگا۔ کیونکہ قیامت کی نشانی کے ساتھ ساتھ حضرت عیسیٰؑ کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کے اترنے کے کچھ عرصے بعد قیامت آئے گی۔ (مجمع البیان)

غرض اس آیت میں اشارہ ہے مسیحؑ کے دوبارہ آنے کی طرف یعنی آپ کا ظہور قرب قیامت کی ایک یقینی علامت ہے۔ (کشاف۔ معالم۔ ابن کثیر و بیضاوی و بحر عن ابن عباسؓ و ابوہریرہ و ابی مالک و عکرمہ و حسن و قتادہ والضحاک)

***

www.drhasanrizvi.org

حقیقتوں کو بالکل واضح کردوں جن میں تم اِختلاف کر رہے ہو۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو[۱] (۶۳) حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی میرا بھی پالنے والا مالک ہے اور تمھارا بھی پالنے والا مالک ہے۔ تو اُسی کی بَندگی (یعنی) مُکمّل اور عاجزانہ اِطاعت کرتے رہو۔ یہی سیدھا راستہ ہے" (۶۴) (مگر اَیسی واضح تعلیمات کے باوجود) مختلف جماعتوں نے آپس میں اِختلاف کیا۔ پس ایک سخت تکلیف دینے والی سَزا کے دن کے ذریعہ سے تباہی (ہی تباہی) ہے اُن لوگوں کے لئے جنھوں نے ظلم کیا ہے (۶۵)

کیا یہ لوگ بس اِس بات کا اِنتظار

فِیْہِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ (۶۳)

اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ ؕ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ (۶۴)

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَیْنِھِمْ ۚ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ یَوْمٍ اَلِیْمٍ (۶۵)

(صفحہ ۱۸۰۴ کا بقیہ)

۲ حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا "جس شخص نے کسی گناہ کا اہتمام کیا تو گویا اس نے خدا کی یاد سے آنکھیں بند کرلیں اور جس شخص نے خدا کے احکامات کو سیکھنا (اور اس پر عمل کرنا) چھوڑ دیا۔ اس پر خدا نے شیطان مقرر کردیا۔ بس پھر وہی اس کا ساتھی رہے گا"۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۵۶ بحوالہ الخصال)

اور جب یہ معلوم ہوگیا کہ خدا کی یاد سے غفلت شیطان کے تسلط کا سبب ہوتی ہے تو اس سے بچنے کا علاج نماز، تلاوت قرآن اور مجالس ذکر میں شرکت ضروری ہے۔ (مدارک)

***

۱ محققین نے نتیجہ نکالا کہ اتباعِ نبیؐ کی راہ میں اصل رکاوٹ خوفِ خدا کا نہ ہونا ہوتا ہے - اسی بے خوفی کے سبب نفسانفسی، خود غرضی، حرص، لالچ، ضد، جمود اور حق کی طرف بے التفاتی پیدا ہوتی ہے۔

***

www.drhasanrizvi.org

کر رہے ہیں کہ اُن پر اچانک قیامت آ
جائے اور اُنھیں (اُس کے آنے کی) خبر بھی نہ ہو ﴿٦٦﴾
جس دن خدا کی ناراضگی اور بُرائیوں سے بچنے
والے 'مُتّقین' کے سِوا سَب دوست ایک دُوسرے
کے دُشمن ہو جائیں گے (یعنی صرف وہ دوستیاں
تو باقی رہ جائیں گی جو نیکی اور خدا پرستی پر
قائم تھیں۔ باقی تمام دوستیاں دُشمنی میں
بدل جائیں گی)[ا] ﴿٦٧﴾ ع
(اُس دن کہا جائے گا) اے میرے 'متقی'
بندو! آج تمھارے لئے نہ تو کوئی خوف ہے
اور نہ تمھیں کوئی غم یا افسوس ہوگا[۲] ﴿٦٨﴾ (یہ
بات اُن لوگوں کے لئے ہوگی) جِنھوں نے
خدا و رسولؐ یا اَبدی حقیقتوں کو دل سے مانا

ع ۶ ۱۱ ۱۲

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٦٦﴾
الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ﴿٦٧﴾ ع
يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿٦٨﴾
الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿٦٩﴾

[ا] امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا "تم لوگ متقی یعنی برائی سے بچنے والوں کی دوستی کی خواہش کرو۔ چاہے تم زمین کے اندھیروں ہی میں کیوں نہ ہو۔ اس لئے کہ خدا نے انبیا کے بعد ان لوگوں سے افضل کسی کو پیدا نہیں کیا اور کسی پر اللہ کا انعام اس شخص کے برابر نہیں جس کو خدا نے متقین کی صحبت عطا فرمائی ہو"۔ پھر امامؑ نے اسی آیت کو تلاوت فرمایا۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۵۸ بحوالہ مصباح الشریعۃ)

عالم آخرت کشف حقائق کا عالم ہے۔ دنیا کی وہ دوستیاں جو باطل کی بنا پر ہیں ان کی بدشکلی ظاہر ہو جائے گی۔ مگر جن دوستیوں کی بنیاد حق اور صلح پر ہو گی ان کا نفع اور اجر بھی قدرتاً پوری پوری طرح ظاہر ہو جائے گا۔

***

[۲] خوف کا تعلق مستقبل سے ہے اور حزن و غم کا تعلق ماضی سے۔ یعنی نہ تو انہیں آئندہ کی کسی تکلیف کا اندیشہ ہوگا اور نہ ماضی کی یاد عذاب بنے گی۔ غرض غم کی کوئی کیفیت پیدا نہ ہو گی۔ (ماجدی)

***

www.drhasanrizvi.org

تھا' اور سرِ اطاعت جُھکائے رہے تھے (یعنی
خدا کے فرماں بردار بن کر رہے تھے ﴿۶۹﴾ (اُن
سے کہا جائے گا) تم اپنی بیویوں سمیت خوش
خوش جنّت کے سرسبز و شاداب گھنے باغوں
میں داخل ہو جاؤ ﴿۷۰﴾ وہاں اُن پر بڑے بڑے
(شرابِ طہور کے) ساغروں اور پیالوں کے
دَور پر دَور چل رہے ہوں گے' اور اُنھیں
وہاں ہر وہ چیز ملے گی جو اُن کے دِل چاہیں
گے اور جس سے اُن کی آنکھیں لذّت پائیں
گی (یا) اُس میں اُن کے لئے ہر وہ چیز جو
اُن کے دِل کو لُبھائے اور نِگاہوں کو بھائے'
موجود ہو گی۔[لے] (اور پھر اُنھیں یہ مُژدہ سُنایا
جائے گا کہ) "اَب تم لوگ یہاں ہمیشہ ہمیشہ

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿۷۰﴾
يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَ
فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ
فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۷۱﴾

[لے] امام مہدیؑ سے پوچھا گیا کہ جنتی جب جنت میں داخل ہو جائیں گے تو کیا ان کے اولاد بھی پیدا ہو گی؟ امامؑ نے فرمایا" جنت میں نہ تو عورتوں کے حمل رہے گا اور نہ اس طرح ولادت ہو گی۔ نہ حیض ہو گا نہ نفاس۔ نہ کسی قسم کی تکلیف۔ مگر کیونکہ خدا نے فرما دیا کہ جنت میں ہر وہ چیز ہو گی جس کے لئے دل للچائیں اور جس سے آنکھیں لطف اٹھائیں۔ اس لئے اگر کسی مومن کے دل میں بچے کی خواہش ہو گی تو خدا بغیر حمل کے بچہ پیدا کر دے گا۔ ایسا بچہ کہ جیسا وہ چاہتا ہو گا۔ جس طرح خدا نے حضرت آدمؑ کو پیدا فرما دیا تھا۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۵۸ بحوالہ احتجاج طبرسی)

***

www.drhasanrizvi.org

رہو گے (۷۱) یہی تو وہ جنّت کے سرسبز و شاداب
گھنے باغ ہیں جس کے تم حقدار بنے ہو، اپنے
اُن کاموں کی وجہ سے جو تم (دُنیا میں) کیا
کرتے تھے" (۷۲) پھر وہاں تمھارے لئے طرح طرح
کی بہت سی کھانے کی چیزیں بھی ہوں گی،
جس میں سے تم خُوب کھاؤ گے (۷۳)
اَب رہے مجُرم اور گنُاہگار لوگ، تو وہ
ہمیشہ ہمیشہ جہنّم کی سزا بُھگتیں گے (۷۴) اُن کی
سَزا میں کبھی کوئی کمی نہ ہو گی، بَس وہ
اُس میں مایوسی کے عالم میں پڑے رہیں گے (۷۵)
ہم نے اُن پر کوئی ظُلم یا زیادتی نہیں کی، بلکہ
وہ خود اَپنے اُوپر ظُلم کرتے تھے (۷۶) وہ فریادیں
کرتے ہوئے پُکاریں گے: "اَے جہنّم کے داروغہ!

وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۷۲)
لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ (۷۳)
اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ (۷۴)
لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ (۷۵)
وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ (۷۶)

(صفحہ ۱۷۹۲ کا بقیہ)

مگر یہاں صرف یہ حقیقت بتائی جا رہی ہے کہ رسولؐ پر خدا کی بارش کرم بہرحال کسی نہ کسی وقت پر ہوئی، جو تخلیق عالم سے پہلے کا وقت تھا۔ اور اس بارش کرم کا مرکز بہرحال خدا تھا۔ یہ بارش کرم عالم نور میں ہوئی تھی۔ اسی لئے حضرت عیسیٰؑ نے گہوارے میں فرمایا تھا۔ "مجھے کتاب دی گئی ہے اور مجھے نبی بنایا گیا ہے"۔ (قرآن)

اس لئے ہمارے رسولؐ کے بارے میں یہ تصور کہ وہ نزول قرآن سے پہلے قرآن اور ایمان کی کسی بات سے مطلق واقف نہ تھے، بالکل غلط ہے۔ آپؐ نے اس زمانے میں کوئی کام خلاف قرآن نہیں کیا۔ ایمان اور آئین حیات کا علم نبی کی فطرت اور خمیر میں ہوتا ہے۔ (فصل الخطاب)۔

***

www.drhasanrizvi.org

وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ إِنَّكُمْ مَاكِثُونَ ﴿٧٧﴾
لَقَدْ جِئْنَاكُمْ بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ﴿٧٨﴾
أَمْ أَبْرَمُوا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ ﴿٧٩﴾
أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ بَلَىٰ

تمھارا پالنے والا مالک ہمارا کام ہی تمام کر دے (تو کتنا اَچّھا ہو)" وہ (خدا کی طرف سے) جواب دے گا: "تم یوُں ہی (ہمیشہ) پڑے رہوگے"[1] ﴿۷۷﴾ ہم تو تمھارے پاس حق لے کر آئے تھے، مگر تم میں سے اکثر کو حق (بات) پَسند ہی نہیں (یا) تم میں سے اکثر حق بات سے چڑتے ہیں" ﴿۷۸﴾

کیا اُنھوں نے کوئی بات طَے کر لی ہے؟ تو بلا شُبہ ہم بھی ایک بات طَے کئے لیتے ہیں[2] ﴿۷۹﴾ کیا اُنھوں نے یہ سمجھ رکھّا ہے کہ ہم اُن کی راز کی چھُپی ہوئی باتیں اور چُپکے چُپکے کی جانے والی سرگوشیاں سُنتے نہیں ہیں؟ ہاں۔ ہم سَب کچھ سُن رہے ہیں۔ اور ہمارے بھیجے

[1] مالک سے مراد وہ فرشتہ جو دوزخ کے انتظام پر مقرر ہے جیسے رضوان جنت کے انتظام پر اور جہنمیوں کا کہنا ہے کہ "ہمارا آخری فیصلہ کر کے کام ہی تمام کر دے" کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں ایسی موت دے دے کہ جس سے ہمارا شعور باطل ہو جائے اور ہمیں عذاب کی تکلیف محسوس نہ ہو۔ (تبیان)

***

[2] یعنی انہوں نے تو یہ بات طے کر لی ہے کہ ابدی حقیقتوں کو کبھی نہ مانیں گے اور یہ بات ان کے عمل سے بھی ثابت ہے۔ تو ہم نے یہ طے کر لیا ہے کہ اس ضد تکبر اور حق دشمنی کی وجہ سے انہیں جہنم کی سزا دیں گے جو ہمارے عدل اور حکمت کا تقاضا ہے یہ قرآن کی بلاغت ہے۔ خدا نے اپنے لئے الفاظ وہی استعمال فرمائے جو ان کے لئے استعمال کئے۔ یہی عدل کا تقاضا بھی تھا (تبیان و تفسیر فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ ﴿٨٠﴾
قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ ﴿٨١﴾
سُبْحَانَ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ

ہوئے فرشتے تو اُن کے پاس (بیٹھے) اُنھیں لِکھتے چلے جارہے ہیں ﴿٨٠﴾

اُن سے کہیے کہ "اگر واقعی خدا کا کوئی بیٹا ہوتا، تو میں سب سے پہلے اُس کی عبادت کرنے والا ہوتا۔" (یا) اُن سے کہیے کہ "اگر واقعی خدا کا کوئی بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلا عبادت کرنے والا ہوں (یعنی میں تو سب سے زیادہ خدا کا وفادار بندہ ہوں، اگر واقعی خدا کا کوئی بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے اُس کو مان لیتا۔ غرض میں کِسی ضِد کی وجہ سے اُس کا اِنکار نہیں کرتا۔ بلکہ حقیقتاً خدا کا کوئی بیٹا ہے ہی نہیں[1]) ﴿٨١﴾ پاک ہے آسمانوں اور زمین کا پالنے والا مالک"

[1] مطلب یہ ہے کہ اس بات سے سب سے پہلے نفرت کرنے والا کہ خدا کے کوئی اولاد ہو میں ہوں۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۵۸ بحوالہ تفسیر قمی)

دوسرا مطلب یہ ہے کہ اگر خدا کے کوئی اولاد ہوتی تو سب سے پہلے مجھے علم ہوتا۔ میں تو اول مخلوق ہوں۔ وہ میرے ہی سامنے پیدا ہوتی۔

محققین نے اس آیت سے نتیجہ نکالا کہ رسول خداؐ اول مخلوق ہیں۔ (القرآن المبین)

***

www.drhasanrizvi.org

جو عرش (یعنی) کائنات کی عظیم الشّان حکومت کے تختِ سلطنت کا مالک ہے، ایسی تمام باتوں سے جو وہ لوگ اُس کی طرف منسوب کرتے ہیں[۱] (۸۲) اچّھا اُنھیں چھوڑ دو کہ بحث مُباحثہ کرتے رہیں، یہاں تک کہ یہ اپنا وہ دن دیکھ لیں جس کا اُنھیں خوَف دِلایا جا رہا ہے[۲] (۸۳)

وہی ایک، آسمانوں کا بھی خدا ہے اور زمین کا بھی[۳]۔ وہ گہری حقیقتوں کے مُطابق دانائی کے ساتھ بالکل ٹھیک کام کرنے والا بھی ہے اور ہر چیز کا جاننے والا بھی (۸۴) بڑی برکت والا، بہت بلند و بالا ہے وہ جِس کے قبضے میں زمین اور آسمانوں اور ہر اُس چیز کی بادشاہی ہے، جو زمین و آسمان کے درمیان

عَمَّا یَصِفُوْنَ (۸۲)
فَذَرْهُمْ یَخُوْضُوْا وَیَلْعَبُوْا حَتّٰی یُلٰقُوْا یَوْمَهُمُ
الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ (۸۳)
وَهُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ ؕ وَ
هُوَ الْحَكِیْمُ الْعَلِیْمُ (۸۴)
وَتَبٰرَكَ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا

۱؎ خدا کی ناقابل پیمائش عظمت کا اندازہ اس بات سے بھی ہو سکتا ہے کہ وہ زمین کا بھی خالق و مالک ہے، آسمانوں کا بھی اور عرش عظیم کا بھی۔ اس میں اس کا کوئی شریک یا معاون نہیں۔ وہ ہر شرک اور ہر قسم کی شرکت سے بلند و بالا ہے (ماجدی)

***

۲؎ یہ مطلب ہر گز نہیں کہ آپؑ ان کافروں کو اسی غلفت اور بے فکری میں پڑا رہنے دیجئے اور ان کی طرف سے بالکل غافل اور بے فکر ہو جائیے اور تبلیغ کا کام بھی بند کر دیجئے بلکہ مطلب یہ ہے کہ مخالفین کی طرف زیادہ توجہ نہ فرمائیے اور ان کی محرومی پر زیادہ غم نہ کیجئے۔ (ماجدی)

***

۳؎ خدا کی نفس الوہیت اور ربوبیت میں تو کوئی کیا شریک بن سکتا ہے۔ اس کی صفت علم و حکمت میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں۔

امام رازی نے لکھا کہ اس میں ان لوگوں کی بھی تردید ہو گئی جو یہ سمجھتے ہیں کہ خدا آسمانوں میں رہتا ہے اس کا جتنا تعلق آسمانوں سے ہے اتنا ہی تعلق زمین سے بھی ہے (تفسیر کبیر)

***

www.drhasanrizvi.org

ہے۔ اور اُسی کے پاس قیامت (کے آنے کے

وقت) کا عِلم ہے۔ اور اُسی کی طرف تم سَب

پلٹائے جانے والے بھی ہو[۱] (۸۵) اور جنھیں وہ

لوگ خدا کو چھوڑ کر پُکارتے ہیں، وہ تو سفارش

کرنے کا بھی اِختیار نہیں رکھتے۔ سِوا اُن کے

جو سچّائی کے ساتھ اَپنے عِلم کی بِنا پر (خدا کی

یکتائی کی) گواہی دے۔ (صرف اُن کو خدا کے

سامنے سفارش کرنے کی اِجازت حاصل ہوگی)

-یا- (سفارش کرنے والے صرف اُن کی سفارش

کرسکیں گے) جنھوں نے (دُنیا میں) اَپنے عِلم کی

بُنیاد پر (یعنی) سوچ سمجھ کر حقیقتاً حق کی گواہی

دی ہوگی[۲] (۸۶)

اگر تم اُن سے پُوچھو کہ اُنھیں (یا) اُن کے خداؤں

بَیْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٥﴾
وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ
إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٨٦﴾
وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ

---

[۱] محققین نے نتیجہ نکالا کہ "خدا کی صفات میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کی زد براہ راست عیسائیوں پر پڑتی ہے جنھوں نے داور محشر حضرت عیسیٰؑ کو سمجھ رکھا ہے۔ اور یہ کہ قیامت کے آنے کے وقت کی خبر صرف خدا کو ہے۔ دوسروں کو قیامت لانے کا اختیار تو کیا۔ اس کے آنے کے وقت کا علم تک نہیں۔"

***

[۲] شفاعت کے ہرگز یہ معنی نہیں کہ خدا کے علاوہ کوئی اور طاقت بھی ہے جو خدا کی طاقت رکھتی ہے وہ چاہے تو کسی کو معاف کردے اور خدا پر دباؤ ڈال کر اپنی مرضی کا فیصلہ کرالے۔ البتہ خدا کی اجازت سے خدا کے خاص بندے خدا کے سامنے صرف سفارش کر سکتے ہیں وہ بھی شرائط کے ساتھ (۱) کوئی شخص از خود بغیر اجازت خدا شفاعت کی جرأت نہیں کر سکتا (۲) صرف اسی کی شفاعت کر سکتا ہے جس کے لئے خدا سے اجازت حاصل ہو۔ ہر کسی کی شفاعت نہیں کر سکتا (۳) شفاعت کے لئے ضروری

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

يُؤْفَكُونَ ﴿٨٧﴾
وَقِيلِهِ يَٰرَبِّ إِنَّ هَٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾
فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَٰمٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٨٩﴾

اٰیاتہا ۵۹ (۴۴) سُوْرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ (۶۴) رکوعاتہا ۳

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

حٰمٓ ﴿١﴾
وَالْكِتَٰبِ الْمُبِينِ ﴿٢﴾

کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یہ خود کہیں گے کہ اللہ نے۔
تو پھر اِدھر اُدھر کہاں بھٹکتے پھرتے ہو؟ (۸۷) آپ اکثر
کہتے رہے ہیں کہ "اے میرے پالنے والے مالک! یہ لوگ تو
کسی طرح ایمان نہیں لاتے" (۸۸) تو آپ اُن سے چشم پوشی
کر لیجیے۔ اور کہیے: "بس خدا حافظ۔" پس عنقریب
ع ۲۲ ۷ ۱۳ اُنھیں خود (اُن کا بُرا انجام) معلوم ہو جائے گا (۸۹)

آیات ۵۹ سورۂ دخان مکیّ رکوعات ۳

(دھویں والا سورہ)

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو
فیض پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے ○
حا۔ میم (۱) قسم ہے اِس کھلی ہوئی واضح
روشن کتاب کی (۲) کہ ہم نے اِسے ایک بڑی

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

ہے کہ صرف اس کی کی جائے جو کلمہ توحید کی گواہی دے چکا ہو (۴) اور شفاعت کرنے والے یہ جانتے ہوں کہ خدا کے سوا شفاعت کرنے کی اجازت دینے اور اسے قبول کرنے کا کسی کو اختیار نہیں۔ (مدارک۔ کشاف)

***

ل مطلب یہ ہے کہ ان بے ایمانوں سے ایمان لانے کی زیادہ امید نہ رکھیے اور ان کو مومن بنانے کے لئے زیادہ کوششیں بھی نہ کیجیے بس اب ان سے یہ کہہ دیجئے کہ اب اس کے بعد میں تم سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ (بیضاوی)

یہاں سلام تحیت کا نہیں بلکہ متارکت یعنی بے تعلقی کا ہے (جیسے ہم کہتے ہیں، خدا حافظ) (کشاف۔ مدارک۔ روح المعانی)

***

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةٍ مُّبَٰرَكَةٍ ۚ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ﴿٣﴾
فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ﴿٤﴾
أَمْرًا مِّنْ عِندِنَآ ۚ إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ﴿٥﴾
رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿٦﴾
رَبِّ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَآ ۖ إِن كُنتُم مُّوقِنِينَ ﴿٧﴾

خَیر و برکت والی رات[1] میں اُتارا ہے۔ (کیونکہ) حقیقتاً ہم (ہمیشہ سے بُرائی کے بُرے انجام سے) ڈرانے والے ہیں (۳) اِس رات میں ہر معاملہ کا حکیمانہ فیصلہ' (یعنی) اَیسا فیصلہ جو گہری حقیقتوں کی بنیاد پر دانائی کے ساتھ کیا گیا ہو اور جو بالکل صحیح ہو' صادر کیا جاتا ہے[2] (۴) (وہ بھی) ہمارے حُکم سے۔ حقیقتاً ہم ایک رسولؐ بھیجنے والے تھے (۵) آپؐ کے پالنے والے مالک کی رحمت کے طَور پر[3]۔ حقیقت یہ ہے کہ وہی (خدا) سَب کچھ سُننے والا بھی ہے اور جاننے والا بھی (۶) جو آسمانوں کا بھی مالک ہے اور زمین کا بھی' اور ہر اُس چیز کا بھی جو اُن کے درمیان ہے۔ اگر تم لوگ واقعی دل سے مان کر یقین رکھنے والے ہو (۷)

1۔ مبارک رات سے مراد شب قدر ہے۔ جو رمضان میں، ہوتی ہے یہ تنزیل قرآن جو شب قدر میں نازل ہوئی پورے قرآن کی تنزیل ہے بحیثیت مجموعی، جو لوح محفوظ سے بیت المعمور کی طرف ہوئی اور وہاں سے پھر بتدریج وقتاً فوقتاً تیئس سال کے عرصے میں پیغمبر اسلام پر آخر عمر تک قرآن اترتا رہا۔ (تفسیر علی ابن ابراہیم)

***

2۔ شبِ قدر میں خدا ہر اس چیز کا اندازہ فرما دیتا ہے جو اس سال ہونے والا ہوتا ہے ۔ وہ حق ہو یا باطل۔ البتہ بعد میں قانون بداء کے ذریعے جس چیز کو چاہتا ہے بدل دیتا ہے۔ ہر خبر رسول خداؐ کے ذریعہ حضرت علیؑ کو پہنچتی ہے اور ان کے ذریعے ائمہ اہلبیتؑ کو مگر ہر چیز میں بداء مشروط ہے۔ (یعنی خدا کی مشیت سے تبدیل ہو سکتی ہے) (تفسیر صافی صفحہ ۴۵۹)

***

3۔ رحمت سے مراد ہدایت ہے اسی لئے رسولؐ کو مومنین کے لئے رحمت فرمایا گیا کیونکہ مومنین نے رسولؐ کے ذریعے ہدایت پائی

***

www.drhasanrizvi.org

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ
الْاَوَّلِيْنَ (۸)
بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ (۹)
فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ (۱۰)
يَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۱۱)
رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ (۱۲)

کوئی خدا اُس کے سِوا نہیں ہے۔ وہی زندگی عطا
کرتا ہے، اور وہی مارتا ہے۔ جو تمھارا بھی پالنے
والا مالک ہے اور تمھارے پہلے والے باپ داداؤں
کا بھی پالنے والا مالک ہے (۸) مگر وہ لوگ ہیں
جو اپنے شک میں پڑے کھیل رہے ہیں (یعنی
وہ کائنات کی تخلیق پر سنجیدگی کے ساتھ ایک لمحہ
بھی غور نہیں کرتے۔ اس کو کھیل تماشا سمجھتے ہیں) (۹)
اَچھا تو اِنتظار کرو اُس دن کا جب آسمان واضح
طور پر ایک دُھواں لئے ہوئے آئے گا[۱] (۱۰) جو لوگوں
پر چھا جائے گا۔ یہ ایک بہت سخت تکلیف دینے
والا عذاب ہے[۲] (۱۱) (لوگ کہیں گے) "اَے ہمارے
پالنے والے مالک! اِس عذاب کو ہم سے دُور
کردے۔ اَب ہم یقیناً دل سے مانے لیتے ہیں" (۱۲)

---

[۱] قیامت کی شرطوں اور نشانیوں میں اولین نشانیاں یہ ہیں (۱) دھواں (۲) حضرت عیسیٰؑ کا اترنا (۳) ایک آگ جو عدن کی گہرائی سے نکلے گی اور لوگوں کو محشر کی طرف ہنکا کر لے جائے گی۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہؐ وہ دھواں کیسا ہوگا؟ رسول خداؐ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا "یہ دھواں مشرق سے مغرب تک چھا جائے گا اور چالیس دن تک ایک ہی حالت پر رہے گا۔ اس سے مومن کو تو بس اتنی تکلیف ہوگی جیسے زکام ہو جاتا ہے لیکن کافر کا یہ حال ہوگا کہ جیسے کوئی نشہ میں متوالا ہو جائے اس کی ناک کے دونوں نتھنوں سے اور دونوں کانوں سے دھواں نکلتا رہے گا (تفسیر صافی صفحہ ۴۵۹)

***

[۲] احادیث کی رو سے دھویں سے مراد وہ شدید قحط ہے جو اہل مکہ پر پڑنے والا تھا اور چند روز بعد پڑا۔ ایک طرف سے بارش ہونا بند ہو گئی اور دوسری طرف سے یمن کے علاقے یمامہ کے رئیس نے مسلمان ہونے کی وجہ سے غلہ بھیجنا بند کر دیا یہ رسول خداؐ کی دعا کا نتیجہ تھا (ابن جریر)

***

www.drhasanrizvi.org

اُن کی غفلت بھلا کہاں دُور ہوتی ہے؟ حالانکہ اُن کے پاس 'رسولِ مُبین' (یعنی) صاف صاف ہدایت کرنے والا ایک پیغمبر آگیا[1] ﴿۱۳﴾ پھر بھی اُنھوں نے اُس سے مُنہ پھیر لیا اور کہا کہ: "یہ تو ایک سکھایا پڑھایا ہوا دِیوانہ ہے"[2] ﴿۱۴﴾ لو ہم ذرا عذاب کو ہٹائے دیتے ہیں، تم لوگ پھر وہی کچھ کروگے جو پہلے کر رہے تھے[3] ﴿۱۵﴾ (پھر) جِس دن ہم سب سے بڑا حملہ کرکے بڑی ضرب لگائیں گے (اُس دن) حقیقتاً ہم پورا پورا بدلہ لے لیں گے ﴿۱۶﴾

اِن سے پہلے ہم نے فرعون کی قوم کا اِمتحان لیا۔ اُن کے پاس ایک نہایت شریف اور محترم رسولؑ آیا ﴿۱۷﴾ (اُس نے کہا) "اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کردو۔ میں تمھارے لئے ایک

أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ ﴿۱۳﴾
ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ ﴿۱۴﴾
إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا ۚ إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ﴿۱۵﴾
يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ إِنَّا مُنتَقِمُونَ ﴿۱۶﴾
وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ﴿۱۷﴾
أَنْ أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ ۖ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿۱۸﴾

---

[1] "رسولِ مبین" سے مراد عظیم الشان رسولؑ جس کے دلائل واضح اور معجزات کھلے ہوئے ہیں۔ (تفسیر روح المعانی و کشاف)

***

[2] فرنگی علماء اور مستشرقین کی بھی منتہائے تحقیق بس یہی ہے کہ یہ کتاب قرآن محمد مصطفیٰؐ نے اِدھر اُدھر سے سن کر تیار کر دی۔ وہ لوگ قرآن کے لفظی اور معنوی اعجاز سے آنکھیں بند کئے یہی رٹ لگائے رہتے ہیں۔ (ماجدی)

***

[3] یعنی اتمام حجت کے لئے ہم اس بھوک اور قحط کے عذاب کو دور تو کر دیں گے لیکن اس سے حاصل کیا ہوگا۔ ایمان لانا تو الگ رہا یہ نرمی اور شکستگی بھی جو ان میں قحط کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہے جاتی رہے گی اور یہ لوگ پھر حق دشمنی اور تکبر پر اتر آئیں گے۔ (ماجدی)

***

www.drhasanrizvi.org

امانتدار رسول[۱] ہوں (۱۸) دیکھو اللہ کے مُقابلے
پر سرکشی نہ کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ میں تمھارے
سامنے ایک کُھلی ہوئی واضح دلیل لا رہا ہوں (۱۹)
اور میں اَپنے پالنے والے مالک اور تمھارے پالنے
والے مالک کی پناہ لے چُکا ہوں' اِس سے کہ تم
مجھے پتّھروں کا نشانہ بناؤ[۱] (۲۰) اگر تم میری بات کا
یقین نہیں کرتے تو مجُھ سے الگ ہو جاؤ (یا) مجُھ
پر ہاتھ نہ ڈالو"[۲] (۲۱) (مگر وہ نہ مانے۔ آخرکار موسیٰ[۴]
نے) اَپنے پالنے والے مالک کو پُکارا کہ: "یہ بڑے
مُجرم لوگ ہیں" (۲۲) (ہم نے جواب دیا) "تم میرے
بندوں کو لے کر راتوں رات چل پڑو۔ یقیناً
تمھارا پیچھا کیا جائے گا (۲۳) مگر تم سمندر کو اِس
حالت میں کہ وہ سوکھ چکا ہو گا' چھوڑ دینا۔ بےشک

وَاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّىْٓ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٩﴾
وَاِنِّىْ عُذْتُ بِرَبِّىْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ﴿٢٠﴾
وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِىْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿٢١﴾
فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿٢٢﴾
فَاَسْرِ بِعِبَادِىْ لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿٢٣﴾
وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۚ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿٢٤﴾

---

[۱] عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ خدا کے سامنے التجائیں کرتے رہنا اور اپنی قوت یا صلاحیت کا دعویٰ نہ کرنا عین اظہار عبدیت ہے۔

***

[۲] فقہاء نے نتیجہ نکالا کہ ایسے شخص سے قطع تعلق میں کوئی حرج نہیں جس کی اصلاح کی اب کوئی امید نہ ہو۔ (تھانوی)

***

www.drhasanrizvi.org

یہ (سارے کا سارا) لشکر ڈوبنے والا ہے" ﴿۲۴﴾ وہ
کِتنے ہی سرسبز و شاداب گھنے باغ اور چشمے چھوڑ
گئے' ﴿۲۵﴾ کِتنے کھیت' شاندار محلّات اور بڑے
بڑے عُمدہ مقامات' ﴿۲۶﴾ اور اِسی طرح کے کِتنے آرام و
آسائش کے سامان' جن میں وہ بڑے خوش خوش
مزے اُڑا رہے تھے' (چھوڑ گئے) ﴿۲۷﴾ یہ ہُوا اُن کا
انجام - پھر ہم نے دُوسری قوم کو اُن چیزوں کا مالک
بنا دیا ﴿۲۸﴾ نہ تو آسمان ہی اُن پر رویا اور نہ زمین[1]
(مر گئے مردُود' جن کی فاتحہ نہ درود) اور نہ ہی
اُن کو کوئی مُہلت ہی دی گئی ﴿۲۹﴾ ع
ع ۱۴
غرض ہم نے بنی اِسرائیل کو بڑی ذِلّت کے
عذاب سے نجات دی ﴿۳۰﴾ (یعنی) فرعون سے۔ واقعاً
وہ حَد سے گزر جانے والوں میں اُونچے درجے کا

كم تركوا من جنت وعيون ﴿۲۵﴾
وزروع ومقام كريم ﴿۲۶﴾
ونعمة كانوا فيها فكهين ﴿۲۷﴾
كذلك وأورثنها قوما اخرين ﴿۲۸﴾
فما بكت عليهم السماء والارض وما كانوا منظرين ﴿۲۹﴾ ع ۱۴
ولقد نجينا بني إسرائيل من العذاب المهين ﴿۳۰﴾
من فرعون انه كان عاليا من المسرفين ﴿۳۱﴾

---

[1] کفار پر تو زمین اور آسمان نہیں روتے لیکن مومنین پر روتے ہیں - صاحب تفسیر جلالین نے لکھا " برخلاف مومنین کے کہ ان کے دنیا سے اٹھنے پر زمین کے وہ ٹکڑے روتے ہیں جن پر وہ نمازیں پڑھتے ہیں اور آسمان کے وہ حصے روتے ہیں جہاں سے ان کے اعمال بلند ہوتے ہیں (جلالین، ترمذی شریف و تفسیر روح المعانی)

حضرت علیؑ کے سامنے سے ایک شخص گزرا جو اللہ اور اس کے رسول کا دشمن تھا۔ آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی پھر امام حسینؑ آپ کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا " یہ وہ شخص ہے جس پر آسمان اور زمین ضرور روئیں گے۔ جس طرح حضرت یحییٰ ابن ذکریا پر روئے تھے " - (تفسیر صافی ۴۶۰ بحوالہ تفسیر قمی)

امام حسینؑ کی شہادت پر زمین اور آسمان دونوں نے گریہ کیا۔ (تفسیر تبیان، علی ابن ابراہیم، مجمع البیان)

* * *

www.drhasanrizvi.org

سرکش (اِنسان) تھا (۳۱)

ہم نے پوری واقفیت رکھتے ہوئے (یا) بنی اِسرائیل کی حالت کو خُوب جانتے ہوئے، اُن کو تمام دُنیا کے مقابلے میں ترجیح دی (۳۲) پھر ہم نے اُنھیں اپنی قدرت کی وہ نِشانیاں دِکھائیں جن میں کُھلی ہوئی آزمائش یا اِمتحان تھا (۳۳)

حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ کہتے ہیں (۳۴) کہ "ہماری پہلی دفعہ کی مَوت کے سِوا کچھ نہیں ہے۔ ہم دوبارہ زندہ نہیں کئے جائیں گے" (۳۵) اَچھا اگر تم سچّے ہو تو ہمارے باپ داداؤں کو اُٹھا لاؤ (۳۶)[ا] کیا یہ (مادّی ترقّی کے اِعتبار سے) بہتر ہیں یا 'تبع' کی قوم؟ یا وہ جو اُن سے بھی پہلے تھے؟ ہم نے اُن کا اِسی لئے تیا پانچا کر ڈالا کہ وہ مجُرم

وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰی عِلْمٍ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ (۳۲)
وَاٰتَیْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰیٰتِ مَا فِیْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِیْنٌ (۳۳)
اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَیَقُوْلُوْنَ (۳۴)
اِنْ هِیَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰی وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِیْنَ (۳۵)
فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (۳۶)
اَهُمْ خَیْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَّالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اَهْلَكْنٰهُمْ
اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِیْنَ (۳۷)

[ا] حیات بعد الموت کا ذکر سن کر یہ کہنا کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کر کے لاؤ۔ سراسر دھاندلی کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس لئے کہ مردوں کو زندہ کرنا بطور تفریح یا جادوگری نہیں ہوتا وہ تو جزا و سزا کے لئے ہوتا ہے۔ جب جزاء و سزا کا وقت آئے گا تو زندہ کیا جائے گا۔ اس لئے ان کا یہ سوال جہالت پر مبنی تھا اور اس کا کہنے والا ابو جہل تھا (مجمع البیان)

اس لئے اس کے جواب میں خدا نے پچھلی قوموں کا انجام یاد دلایا اور انہیں عذاب الٰہی سے ڈرایا گیا کہ ایسی حرکتوں سے تم بھی خدا کے عذاب کے مستحق بن جاؤ گے۔ تمہارا بھی وہی حشر ہوگا کہ بقول شاعر

تمہاری داستاں تک نہ ہوگی داستانوں میں

([illegible] [illegible] تبیان و فصل الخطاب)

***

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿٣٨﴾
مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٩﴾
اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٤٠﴾
يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٤١﴾
ع ۲ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٤٢﴾ ۱۵
اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿٤٣﴾

گناہگار ہو گئے تھے ﴿۳۷﴾ (کیونکہ) ہم نے اِن آسمانوں
اور زمین کو' اور اِن کے درمیان کی تمام چیزوں
کو' بے کار یا کھیل کے طور پر نہیں بنایا ﴿۳۸﴾ ہم نے
اُن کو برحق اور بامقصد پیدا کیا ہے۔ مگر اکثر
لوگ (یہ بات) نہیں جانتے ﴿۳۹﴾ حقیقت یہ ہے
کہ اُن سب کے فیصلے کا دن ایک مقرّر اور معیّن
وقت ہے ﴿۴۰﴾ جس دن کوئی دوست کسی دوست
کو کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے گا' اور نہ ہی اُن کی
کوئی مدد ہوگی[1] ﴿۴۱﴾ سوا اِس کے کہ اللہ ہی کسی
پر رحم کرے۔ حقیقتاً وہ تو زبردست طاقت اور
عزّت والا بھی ہے اور (خاص کر مومنین پر تو)
ع ۲ بے حد مسلسل رحم کرنے والا بھی[2] ﴿۴۲﴾ ۱۵
حقیقت یہ ہے کہ 'زقوم' (یعنی) تھوہر کا کڑوا

---

[1] اس فیصلے کے دن کوئی دوست کسی دوست کو کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جن کی دوستی تعلق اور فائدے پر مبنی ہے وہ کام نہ آئے گی۔ لیکن وہ محبت جو حکم خدا پر ہو اور اجرت رسالت بھی ہو، ضرور فائدہ پہنچائے گی۔ (یعنی محمد آل محمدؐ کی محبت) (تفسیر علی ابن ابراھیم)

حتیٰ کہ مومنین کی آپس میں وہ محبت جو خدا کے حکم کی بناپر ایمان کی بنیاد پر ہوگی وہ بھی آخرت میں فائدہ پہنچائے گی (الکافی)

***

[2] جو شخص اولیاء خدا کے سوا اوروں کو دوست رکھے گا وہ آپس میں ایک دوسرے کے کام نہ آئیں گے پھر ان لوگوں کو مستثنیٰ کر دیا جو محمد و آل محمدؐ سے محبت کرنے والے ہیں۔ یہ کہہ کر "سوائے اس کے جس پر اللہ رحم فرمائے" (تفسیر صافی صفحہ ۴۶۰ بحوالہ تفسیر قمی)

غرض خدا کی اس رحمت کا اثر یہ ظاہر ہوگا کہ ان کو شفاعت کے ذریعے نجات ملے گی اور شفاعت کی اجازت صرف خدا عنایت فرمائے گا۔

***

زہریلا کانٹے دار درخت[۱] (۴۳) گناہگار کی غذا ہوگی (۴۴)
پھر وہ تیل کی تلچھٹ ، پگھلے ہوئے تانبے کی
طرح پیٹ میں جوش کھائے گی (۴۵) جس طرح پانی
کھولتا ہے (۴۶) (پھر کہا جائے گا) "پکڑو اِسے اور
کھینچتے ہوئے جہنّم کے بیچوں بیچ لے جاؤ (۴۷) پھر
انڈیل دو اِس کے سر پر گرم گرم کھولتے ہوئے
پانی کا عذاب (۴۸) اَب چکھ (اِس سزا کا مزا) توُ
تو بڑا عزّت والا ، بڑے مرتبے والا ، شریف آدمی
ہے[۲] (۴۹) حقیقتاً یہی وہ عذاب ہے جس کے آنے
میں تم شک کیا کرتے تھے" (۵۰)
رہے متقی لوگ ' (یعنی) فرائض اِلٰہیہ کو اَدا کرنے
والے اور خدا کی عظمت سے متأثر ہو کر خدا کی
ناراضگی سے بچنے والے ، تو وہ اَمن و سکون کی جگہ

طَعَامُ الْاَثِیْمِ (۴۴)
كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِىْ فِى الْبُطُوْنِ (۴۵)
كَغَلْىِ الْحَمِيْمِ (۴۶)
خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ (۴۷)
ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ (۴۸)
ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ (۴۹)
اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ (۵۰)
اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِىْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ (۵۱)

۱۔ صوفیاء کے نزدیک یہ درخت زقوم حرص اور حب دنیا کا درخت ہے جو حشر میں اس شکل میں متشکل ہو جائے گا۔ (تفسیر روح المعانی)

***

۲۔ ابو جہل نے رسول خداؐ سے کہا "مکہ کے دونوں پہاڑوں کے درمیان مجھ سے زیادہ مرتبے والا شریف کوئی نہیں ہے۔ اسی لئے خدا نے اسی لفظ سے اس کو طعنہ دیا (تفسیر صافی صفحہ ۴۶۰ بحوالہ الجوامع و تفسیر قمی)

غرض آخری فقرہ میں جو کافر سے خطاب کیا گیا ہے کہ تو بڑا عزت والا ، بڑے مرتبے والا ہے یہ طنز ہے اس کے ان غلط تصورات پر کہ جو وہ دنیا میں سمجھتا تھا کہ عزت اور بزرگی مال و اقتدار دنیا پر منحصر ہے۔ حقیقتاً عزت اور بزرگی ایمان و عمل صالح پر منحصر ہوتی ہے۔ (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

پر ہوں گے[1] ﴿۵۱﴾ جنّت کے سرسبز و شاداب گھنے
باغوں اور چشموں میں ﴿۵۲﴾ باریک اور موٹے ریشمی
کپڑے پہنے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے ﴿۵۳﴾
یہ ہوگی اُن کی شان بان - پھر ہم اُن کی شادی
کریں گے بڑی بڑی آنکھوں والی گوری گوری
حوروں سے ﴿۵۴﴾ پھر وہ بڑے اَمن و اطمینان کے
عالم میں طرح طرح کے پھل منگواتے ہوں گے ﴿۵۵﴾
وہاں وہ مَوت کا مَزہ کبھی نہ چکھّیں گے، سوا
پہلے والی مَوت کے[2] (جو وہ پہلے ہی چکھ چُکے
ہوں گے) غرض اللہ نے اُنھیں جہنّم کی سزا سے
بچا لیا ﴿۵۶﴾ یہ آپؐ کے پالنے والے مالک کے فضل و
کرم کے سبب سے ممکن ہوا اور یہی سب سے
بڑی کامیابی ہے[3] ﴿۵۷﴾ تو ہم نے اِس (قرآن) کو

فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۵۲﴾
یَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ﴿۵۳﴾
كَذٰلِكَ وَ زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ ﴿۵۴﴾
یَدْعُوْنَ فِیْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِیْنَ ﴿۵۵﴾
لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى
وَ وَقٰىهُمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ﴿۵۶﴾
فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۵۷﴾

---

[1] مقام امین یعنی امن و سکون کی جگہ سے مراد ایسی جگہ ہے جو ہر قسم کی ناخوشگوار بات سے محفوظ ہو۔ (راغب)

***

[2] یہ اصطلاح میں استثنائے منقطع کہلاتا ہے یعنی موت جو آنا تھا وہ بس پہلے آچکی۔ اب انہیں کسی قسم کی موت نہیں آنی۔ (تبیان)

***

[3] یعنی ایسی کامیابی جس کے سامنے اور کسی کامیابی کا نام بھی نہیں لیا جا سکتا۔ اور کیونکہ یہاں کی نعمتیں خدا کے فضل و کرم خاص کا نتیجہ ہوں گی۔ اس لئے ان کے ختم یا منقطع ہونے کا کوئی سوال ہی نہ ہوگا۔

***

www.drhasanrizvi.org

فَاِنَّمَا یَسَّرۡنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمۡ یَتَذَكَّرُوۡنَ ﴿۵۸﴾
فَارۡتَقِبۡ اِنَّهُمۡ مُّرۡتَقِبُوۡنَ ﴿۵۹﴾

اٰیَاتُهَا (۳۷) سُوۡرَةُ الۡجَاثِیَةِ مَكِّیَّةٌ (۴۵) رُكُوۡعَاتُهَا (۴)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حٰمٓ ﴿۱﴾

تَنۡزِیۡلُ الۡكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَكِیۡمِ ﴿۲﴾

آپؐ کی زبان پر بالکل آسان بنا دیا ہے۔ تاکہ یہ لوگ نصیحت قبول کریں ﴿۵۸﴾ اب آپؐ بھی اِنتظار فرمائیں، اور حقیقتاً وہ بھی (اَپنے انجام کے) اِنتظار میں ہیں[۱] ﴿۵۹﴾ ع

٣ ع ١٧ ١١

آیات ۳۷ سورۂ جاثیہ مکیّ رکوعات ۴

(گھٹنوں کے بل گرے ہوئے ہونے کے بیان والا سورہ)

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سَب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے ○

حا۔ میم ﴿۱﴾ اِس کتاب کا اُتارا جانا اللہ کی طرف سے ہے جو زبردست طاقت اور عزّت والا بھی ہے اور حِکمت والا بھی (یعنی) دانائی کے ساتھ بالکل ٹھیک کام کرنے والا بھی[۲] ﴿۲﴾ حقیقت یہ

---

[۱] یعنی ان کے کفر وانکار کا انجام آپؐ کے سامنے بھی آئے گا اور ان کے سامنے بھی اور اس طرح ان کے سامنے آئے گا جیسے کوئی کسی چیز کا انتظار کر رہا ہو مجازاً یوں کہا گیا کہ وہ بھی منتظر ہیں۔ (فصل الخطاب)

***

[۲] کتاب کو حکمت والی اس لئے کہا کہ کلام میں مصنف کا اثر ہوا کرتا ہے اور ہر کتاب مصنف کی شایان شان ہوتی ہے اس لئے قرآن بھی اس پایہ کی کتاب ہو گی جیسی عزیز و حکیم کی کتاب کو ہونا چاہیے (ماجدی)

بہت سے سوروں میں کتاب اتارے جانے کی نسبت عزت اور حکمت والے خدا کی طرف دی گئی ہے۔ یہ قرآن کی عظمت کا اظہار ہے کہ یہ دیکھو کہ یہ کتاب کس نے اتاری ہے یہ کس کا کلام ہے۔ کیونکہ یہ بات بہت ہی اہم ہے اس لئے اس بات کو بار بار دہرایا گیا ہے اور یہ تکرار جان بلاغت ہے۔ (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

ہے کہ آسمانوں اور زمین میں (خدا و رسول یا اَبدی
حقیقتوں کو) دِل سے ماننے والوں کے لئے نشانیاں
(ہی نشانیاں) ہیں ③ اور خود اُن کی اپنی پیدائش
میں، اور اُن حیوانات میں جن کو اللہ پھیلائے چلا
جا رہا ہے (اِن سَب میں خدا کی قُدرت و حِکمت
کی بے شمار) نشانیاں ہیں، اُن لوگوں کے لئے جو
اَبدی حقیقتوں پر یقین کریں ④ اِسی طرح رات اور
دِن کے آنے جانے میں، اور اُس رِزق (مُراد بارش)
میں جسے اللہ نے آسمان سے اُتارا، پھر اُس کے ذریعہ
مُردہ زمین کو زندہ کر دیا، وہ بھی اُس کے بے جان
ہو جانے کے بعد۔ اِسی طرح ہواؤں کے چلنے اور
گھومنے میں بھی (خدا کی قُدرت و حِکمت کی) نشانیاں
موجود ہیں، اُن لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیں[1] ⑤

اِنَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ③
وَفِیْ خَلْقِکُمْ وَمَا یَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ④
وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ
مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِیْفِ
الرِّیٰحِ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ⑤

---

[1] ہوا ہر طرف سے آتی ہے۔ اور ہر قسم کی ہوتی ہے۔ جیسے گرم ہوا ٹھنڈی ہوا۔ کوئی ہوا بادلوں کو گھیر لاتی ہے۔ کوئی ہوا تمام دنیا میں پھیل جاتی ہے۔ کوئی ہوا درختوں میں پھل پھول لاتی ہے۔ یہ سب ہوائیں خدا کی نشانیوں میں داخل ہیں۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۶۰ بحوالہ تفسیر قمی)

انسانی جسم کی ساخت سے متعلق جتنے علوم و فنون ہیں ان کو تشریح الابدان، عضویات، نفسیات وغیرہ کہتے ہیں۔ ان سب کے قوانین وضوابط سے انسان خدا کی معرفت کے سبق لے سکتا ہے اور حیوانات کی پیدائش کے تحت علوم حیوانات آگئے او رات دن کے الٹ پھیر میں علم ہیئت ریاضیات، معاشیات اور طبیعات مع اپنی تمام شاخوں کے آگئے اور رزق سے مراد مادۂ رزق یعنی بارش ہے (ابن کثیر۔ معالم) جب کہ پانی خود بھی رزق ہے (روح)

امام رازی نے لکھا ہے کہ ان آیتوں کے آخری الفاظ کی ترتیب یوں ہے کہ پہلے کہا گیا "مومنین کی لئے" پھر "یقین کرنے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

یہ سب اللہ کی آیتیں اور نشانیاں ہیں جنھیں ہم آپ کے سامنے ٹھیک ٹھیک بیان کر رہے ہیں۔ تو اللہ اور اُس کی آیتوں کے (آجانے کے) بعد، پھر کون سی ایسی بات ہے جس کو یہ لوگ مانیں گے؟ (۶) غرض تباہی اور بربادی ہے ہر ایسے گنہ گار جھوٹے شخص کے لئے (۷) جس کے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھی جائیں اور وہ اُنھیں سُنتا بھی ہے۔ پھر وہ تکبّر کے ساتھ اپنے اِنکار پر اِس طرح اَڑ جائے کہ جیسے اُس نے کچھ سُنا ہی نہیں۔ ایسے شخص کو تو بس سخت تکلیف دینے والی سزا کی خوشخبری سُنا دیجئے[1] (۸) جب بھی اُسے ہماری آیتوں، باتوں، دلیلوں نشانیوں میں سے کِسی کا عِلم ہوتا ہے، تو وہ اُسے مذاق بنا لیتا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے بڑی ذلیل کرنے والی سزا ہے[2] (۹) پھر اُن کے آگے آگے جہنّم بھی

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ
بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾
وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿۷﴾
يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ
لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۸﴾
وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئَا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ۚ اُولٰٓئِكَ
لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۹﴾

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

والے لوگوں کے لئے" اور پھر فرمایا" عقل والے لوگوں کی لئے" گویا مخالفین سے کہا گیا کہ تم ایمان والے ہو تو خود ہی ان دلیلوں کو سمجھ لوگے لیکن اگر ایمان سے محروم ہو تو اگر طلب حق ہوگی تو سمجھ لوگے اور صاحب فہم ہو تو فہم سے کام لو۔ سب کچھ سمجھ لوگے۔ (تفسیر کبیر)

***

[1] امام رازی نے نکتہ نکالا کہ ایمان اور اصول دین میں تقلید کافی نہیں۔ ہر مکلف کو دین الہیٰ کے دلائل پر غور و فکر کرنا چاہیے۔ (تفسیر کبیر)

***

[2] انکار و تکذیب کی بنیاد استکبار نفس پر ہے۔ اس لئے ذلیل کرنے والے کی مناسبت بالکل ظاہر ہے۔

***

www.drhasanrizvi.org

ہے۔ جو کچھ بھی اُنھوں نے (دُنیا میں) کمایا ہے، اُس میں
سے کوئی چیز بھی نہ تو اُن کے کسی کام آئے گی اور نہ
کوئی فائدہ پہنچائے گی، اور نہ اُن کے وہ دوست اور
سرپرست اُن کے کچھ کام آئیں گے جنھیں اُنھوں نے اللہ
کو چھوڑ کر اپنا دوست اور سرپرست بنا رکھا ہے۔ اُن
کے لئے تو بس ایک بہت بڑی سزا ہے (۱۰)
غرض یہ (قرآن) سراسر ہدایت ہی ہدایت ہے۔
رہے وہ لوگ جنھوں نے اپنے پالنے والے مالک کی
باتوں اور آیتوں کا انکار کیا، اُن کے لئے بڑی سخت
تکلیف دینے والی سزا ہے (۱۱) ع
۱ ع ۱۱/۱۷
اللہ وہ ہے جس نے سمندر تک کو تمھارے قبضے
میں دے دیا [۱] تاکہ اُس میں اُس کے حکم سے کشتیاں
چلیں۔ اور تاکہ تم خدا کے فضل و کرم [۲] (مُراد روزی)

مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا
شَيْـًٔا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ
عَذَابٌ عَظِيْمٌ (۱۰)
هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ
ع عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ (۱۱) ۱۷
اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ

۱۔ تسخیر کے معنی قابو میں رہنا بھی ہے اور کسی چیز سے فائدہ اٹھانا بھی ہے لیکن اصل معنی قابو میں رہنے ہی کے ہیں کیونکہ کوئی چیز قابو میں ہوتی ہے تو اسی سے فائدہ بھی اٹھایا جا سکتا ہے۔ اور خدا کا ہمیں ان چیزوں کو قابو میں دینے کا منطقی تقاضا یہ ہے کہ ہم اور ہمارے ارادے خدا کے قابو میں ہوں۔ بقول اقبال

مومن تو فقط حکم الہیٰ کا ہے پابند
تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

***

۲۔ شکر گزاری یہ ہے کہ ربوبیت کا اقرار کیا جائے اور عملاً خدا کے احکام کی تعمیل کی جائے اور فضل یہاں بہت وسیع معنی میں آیا ہے۔ اس میں بحری تجارت، بحری شکار، جہاز رانی، سیپی موتی مونگے، غواصی کا کاروبار سب شامل ہیں۔ (بیضاوی)

***

www.drhasanrizvi.org

کو تلاش کرو، اور یہ سب اِس لئے کیا تاکہ تم خدا کا
شُکر ادا کرو (۱۲) (یہی نہیں بلکہ) اُس نے تو زمین اور
آسمان کی تمام چیزوں کو تمھارے قبضہ میں دے دیا،
وہ بھی سب کچھ اَپنے پاس سے (یا) یہ سب کچھ خدا
کی طرف سے ہے۔ اِس میں بڑی نِشانیاں اور دلیلیں
ہیں اُن لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرنے والے ہیں[1] (۱۳)
اَبدی حقیقتوں کو دل سے ماننے والے اِیمانداروں
سے کہہ دیجئے کہ جو لوگ اللہ کی طرف سے بُرے
دنوں کے آنے کی کوئی اُمّید یا اندیشہ نہیں رکھتے،
اُنھیں (فی الحال) معاف کرکے چھوڑ دیں، تاکہ اللہ
خود اُن کے کِسی گروہ کو اُن کے بُرے کاموں کا بدلہ
دے[2] (۱۴) غرض جو کوئی بھی نیک کام کرے گا، تو وہ
اَپنے ہی فائدے کے لئے کرے گا، اور جو بُرائی کرے گا

وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۱۲)
وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا
مِّنْهُ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (۱۳)
قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ
اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (۱۴)
مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۡ

1۔ غور و فکر سے ہدایت اور معرفت کی راہیں کھلتی ہیں رہا یونانی یا جدید فلسفے کے غلط نتائج تو وہ عقل کے استعمال کا نتیجہ نہیں، بلکہ عقل کے غلط استعمال کا نتیجہ ہیں۔ یہ غور و فکر کی ایک مسخ شدہ صورت ہے۔ بقول اقبال

عقل عیار ہے، سو بھیس بدل لیتی ہے

محققین نے نتیجہ نکالا کہ (۱) انسان جتنا کائنات کی قوتوں کو اپنے تصرف میں لا کر ان کو صحیح طور پر استعمال کرے گا اتنا ہی خالق فطرت کا منشاء زیادہ پورا ہوگا (۲) دوسرے یہ کہ تسخیر فطرت کی ساری نعمت خدا کی دی ہوئی ہے کسی دیوی دیوتا کی دین نہیں۔ (روح المعانی)

***

۲۔ مطلب یہ بھی ہے کہ اللہ ائمہ برحق سے فرماتا ہے کہ تم ائمہ جور کے بارے میں بددعا نہ کرو تاکہ خدا خود ان کے اعمال کی سخت ترین سزا ان کو دے۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۶۱)

***

www.drhasanrizvi.org

ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۵﴾
وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ
وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾
وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ
بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ
يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۷﴾

تو وہ خود اپنا ہی نقصان کرے گا۔ پھر تم سب کو
پلٹنا تو اپنے پالنے والے مالک ہی کی طرف ہے[1] ﴿۱۵﴾
ہم نے بنی اِسرائیل کو کتاب، حِکمت اور نبوّت
عطا کی تھی۔ اور اُنھیں پاک صاف غذاؤں سے رِزق
بھی عطا کیا تھا۔ وہ بھی تمام دُنیا جہان والوں سے
زیادہ[2] ﴿۱۶﴾ پھر اُنھیں دین کے کُھلے ہوئے واضح دلائل
اور ہدایات بھی عطا کیں۔ مگر اُنھوں نے ایک دُوسرے
سے اِختلاف کیا (وہ بھی ناواقفیت کی وجہ سے نہیں
بلکہ) عِلم کے آجانے کے بعد، اِس لئے کہ وہ آپس میں
ایک دُوسرے پر زیادتی کرنا چاہتے تھے۔ حقیقت یہ ہے
کہ تمھارا پالنے والا مالک قیامت کے دن اُن کے
درمیان اُن باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ
اِختلاف کرتے تھے ﴿۱۷﴾ پھر ہم نے آپؐ کو دین کے

[1] اس حقیقت کا بیان ہے کہ جو کوئی بھی نیک کام کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدے کے لئے کرتا ہے۔ کسی دوسرے پر احسان نہیں کرتا اور اس حقیقت کا اظہار بھی ہے کہ برائی کا وبال اور سزا صرف برائی کرنے والے کو بھگتنی ہوگی۔ (ماجدی)

***

[2] بنی اسرائیل کے لئے فضیلت دینے کا لفظ قرآن میں بار بار آیا ہے جس کے معنی ہر جگہ کثرت عطا ہے یا کچھ باتوں میں ترجیح دینا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ انہیں بحیثیت مرتبہ ساری قوموں پر فضیلت حاصل ہے۔ یہ فضیلت امت محمدیہ کو حاصل ہوئی۔ طیبات یعنی پاک صاف غذاؤں میں ہر حلال نفیس پاک و پاکیزہ چیز شامل ہے۔

***

www.drhasanrizvi.org

ایک واضح راستے (شریعت) پر قائم کر دیا۔ تو آپؐ اُسی پر چلئے اور اُن (لوگوں) کے غلط خیالات اور خواہشات کی پیروی نہ کیجئے جو علم نہیں رکھتے[1] (۱۸)

وہ اللہ کے مقابلے پر آپؐ کو ہرگز کچھ فائدہ نہیں پہنچائیں گے (کیونکہ) حقیقت یہ ہے کہ ظالم لوگ تو ایک دُوسرے کے ساتھی، پُشت پناہ اور سرپرست ہوتے ہیں۔ اور اللہ کی ناراضگی اور بُرائیوں سے بچنے والے 'متقین' کا ساتھی، پُشت پناہ اور سرپرست تو خود اللہ ہے[2] (۱۹)

یہ (قرآن) سب لوگوں کے لئے بصیرتوں کا سرمایہ ہے اور ہدایت اور رحمت ہے اُن لوگوں کے لئے جو (اَبدی حقیقتوں اور خدا و رسولؐ پر) یقین کریں[3] (۲۰)

کیا وہ لوگ جنھوں نے جرائم اور بُرے بُرے کام کئے ہیں، یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اُنھیں اُن لوگوں جیسا

ثم جعلنك على شريعة من الامر فاتبعها ولا
تتبع اهوآء الذين لا يعلمون ﴿۱۸﴾
انهم لن يغنوا عنك من الله شيئا وان الظلمين
بعضهم اولياء بعض والله ولي المتقين ﴿۱۹﴾
هذا بصآئر للناس وهدى ورحمة لقوم
يوقنون ﴿۲۰﴾
ام حسب الذين اجترحوا السيات ان نجعلهم

---

[1] محققین نے نتیجہ نکالا کہ کوئی اصول یا فروع رسول خدا کا بنایا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ خدا کی طرف سے موثر ہے جس کی تبلیغ اور تعلیم پر آپ کو مقرر کیا گیا تھا۔ (فصل الخطاب)

***

[2] ظاہراً رسول خداؐ سے کہا جا رہا ہے لیکن حقیقتاً امت کو تعلیم دی جا رہی ہے۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۶۱ بحوالہ تفسیر قمی)۔

***

[3] بصیرت کے معنی ہیں بینائی، سمجھ، دلیل، مراد، دل کی بینائی، عقل سمجھ، عبرت، حجت وغیرہ۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۲ صفحہ ۳۴)۔

***

www.drhasanrizvi.org

کَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾ ع ۲ ۱۸

وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾

اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى

کر دیں گے جنھوں نے خدا اور رسولؐ کو دل سے مانا اور (اُس کے نتیجہ میں) اچھے اچھے کام کئے ؟ گویا اُن کا جینا اور مرنا، اُن کی زندگی اور موت ایک جیسی ہو جائے گی ؟ کتنا غلط اور بُرا ہے یہ فیصلہ جو وہ کرتے ہیں ! ﴿۲۱﴾ ع (ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ) اللہ نے آسمانوں اور زمین کو برحق اور بامقصد پیدا کیا ہے۔ اور یہ سب اِس لئے پیدا کیا تاکہ ہر شخص کو اُس کے کِئے کا بدلہ دیا جائے، اور اُن پر ہرگز کوئی ظلم نہ کیا جائے گا ﴿۲۲﴾

ع ۲ ۱۸

تو کیا آپؐ نے اُس شخص کی حالت پر غور کیا جس نے اپنی نفسانی خواہشات کو اَپنا خدا بنا رکھا ہے[1] اللہ نے اَپنے عِلم کی بنا پر اُسے اُس کی گمراہی میں چھوڑ دیا اور اُس کے دِل اور کانوں پر مُہر لگا دی[2] اور اُس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا؟ تو اللہ کے (چھوڑ

[1] خدا کے قوانین کو بالکل بھلا کر زندگی کا حاکم اپنی مرضی اپنی عقل یا لوگوں کے بنائے ہوئے قوانین کو قانون اعلیٰ مان لینا، عملاً اپنی خواہش نفس ہی کو خدا بنا لینا ہوتا ہے۔

***

[2] اب کیونکہ خواہش نفس کو انسان خود اپنے ارادے اور اختیار سے اپنا خدا یعنی مقصد حیات بناتا ہے اس لئے یہ انسان کا اپنا ارادی اور اختیاری فعل ہوتا ہے۔ اس عمل کے سبب خدا اس کو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے۔ خدا گمراہ کرتا نہیں بلکہ اس کی گمراہی کے اختیار کرنے پر اور اس پر اڑے رہنے پر اس کو گمراہی میں چھوڑ دیا کرتا ہے یا اس کو گمراہ قرار دے کر اس کو گمراہی کی سزا دیتا ہے اس لئے اس آیت سے انسان کا مجبور ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

***

www.drhasanrizvi.org

دینے کے) بعد اَب کون ہے جو اُس کو سیدھا راستہ دِکھا سکتا ہے؟ تو آخر تم سمجھانے کا اثر کیوں نہیں لیتے ؟ ﴿۲۳﴾ (اُن لوگوں کی اصل غلطی یہ ہے کہ) اُن لوگوں نے کہا (یا) وہ اِس بات کے قائل ہوئے کہ "کچھ نہیں ہے سِوا اِس دُنیوی زندگی کے۔ بس ہمیں یہیں مرنا اور یہیں جینا ہے۔ اور ہمیں نہیں مارتا مگر زمانہ[۱] (کا گزرنا) حالانکہ اُنھیں (اِس معاملہ کی حقیقت کا) کچھ عِلم نہیں۔ یہ لوگ تو بس اَپنے وہم وگمان کی بِنا پر تُکّے لگاتے ہیں ﴿۲۴﴾ پھر جب ہماری کُھلی ہوئی بالکل صاف اور واضح آیتیں اُنھیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں، تو اُن کی دلیل اِس کے سِوا کچھ نہیں ہوتی کہ وہ کہتے ہیں: "تو پھر ہمارے باپ داداؤں کو (زندہ کرکے) لاؤ، اگر تم سچّے ہو"[۲] ﴿۲۵﴾ کہیے: اللہ ہی تمھیں زندہ کرتا ہے اور وہی تمھیں مارتا ہے۔

بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ یَّهْدِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾

وَقَالُوْا مَا هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا وَمَا یُهْلِكُنَاۤ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ ﴿۲۴﴾

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآىِٕنَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۵﴾

---

[۱] زمانہ جاہلیت میں لوگ سخت حادثوں اور بلاؤں کو زمانے کی طرف منسوب کرتے تھے کہ یہ سب بلائیں زمانے کی مار ہیں بقول غالب

مار ازمانے نے اسد اللہ خاں تمھیں
وہ لوگ کہا کرتے تھے زمانے نے یوں

کیا، یوں تباہ کیا، یوں برباد کیا اس طرح زمانے کو برا بھلا کہتے رہتے تھے پس آنحضرتؐ نے فرمایا "ان سارے کاموں کا اصل فاعل خدا ہے۔ لہٰذا تم ان کاموں کے اصل فاعل (یعنی خدا) کو برا بھلا نہ کہو۔ (تفسیر مجمع البیان)

***

[۲] انسانوں کو زندہ کرنا یا مارنا کوئی تفریحی طور پر نہیں ہوا کرتا۔ یہ اللہ کی طرف سے ایک نظام حکمت کے تحت ہوتا ہے۔ یہ جزا وسزا دینے کے لئے ہوتا ہے۔ لہٰذا جزا و سزا کے وقت ان کو زندہ کیا جائے گا۔ بلا وجہ تمہارے باپ دادا کو کیوں زندہ کیا جائے؟ نیز یہ کہ رسولؐ کے فرمانے کا مقصد یہ بھی ہے کہ زندہ کرنا میرا کام نہیں، اللہ کا کام ہے اور خدا تمہاری خواہشوں کا پابند نہیں (فصل الخطاب)۔

***

www.drhasanrizvi.org

قُلِ اللّٰہُ یُحۡیِیۡکُمۡ ثُمَّ یُمِیۡتُکُمۡ ثُمَّ یَجۡمَعُکُمۡ اِلٰی یَوۡمِ
الۡقِیٰمَۃِ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ
لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۶﴾ ع ۱۹
وَ لِلّٰہِ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ وَ یَوۡمَ تَقُوۡمُ
السَّاعَۃُ یَوۡمَئِذٍ یَّخۡسَرُ الۡمُبۡطِلُوۡنَ ﴿۲۷﴾
وَ تَرٰی کُلَّ اُمَّۃٍ جَاثِیَۃً ۟ کُلُّ اُمَّۃٍ تُدۡعٰۤی اِلٰی
کِتٰبِہَا ؕ اَلۡیَوۡمَ تُجۡزَوۡنَ مَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۸﴾
ہٰذَا کِتٰبُنَا یَنۡطِقُ عَلَیۡکُمۡ بِالۡحَقِّ ؕ اِنَّا کُنَّا نَسۡتَنۡسِخُ

پھر وہ تمھیں قیامت کے دِن اِکٹھّا کرے گا، جس کے آنے میں کوئی شک ہی نہیں (یعنی تمھارے باپ دادا الگ الگ زندہ کر کے تو نہیں لائے جائیں گے، بلکہ ایک دن تم سب کو اکٹھّا زندہ کیا جائے گا) مگر اکثر لوگ یہ بات نہیں جانتے ﴿۲۶﴾ ع (مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا خدا کے لئے کوئی مُشکل نہیں، اِس لئے کہ) زمین اور آسمانوں کی بادشاہی اللہ ہی کے لئے ہے۔ اور جس دن قیامت برپا ہوگی، اُس دن باطل پرست بڑا نقصان اُٹھائیں گے ﴿۲۷﴾ (اُس دن تم) ہر قوم کو گھُٹنوں کے بَل گِرا ہوا[1] دیکھوگے۔ ہر قوم کو پُکارا جائے گا کہ آئے اور اَپنے اعمال کی کتاب[2] (نامۂ اعمال) دیکھے۔ اُن سے کہا جائے گا: "آج تمھیں بدلہ مِل رہا ہے اُن کاموں کا جو تم کیا کرتے تھے ﴿۲۸﴾ یہ ہمارا رجسٹر ہے جو تمھارے خلاف سچّائی کے ساتھ بول رہا ہے۔

ع ۵ ۳ ۱۹

۱۔ "جثو" کے معنی زانو پر بیٹھنا اور "جاثیہ" جمع کی جگہ پر استعمال ہوا ہے جیسے جماعتہ، قائمہ وغیرہ۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۲ صفحہ ۲۲۰)

***

۲۔ کتاب سے یہاں مراد نامہ اعمال ہے اسلئے ان کو ان کے نامہ اعمال کی طرف بلایا جائے گا۔ اور اسی کے مطابق ان کی قسمت کا ابدی فیصلہ کیا جائے گا۔ اسی کا انہیں پابند بنایا جائے گا۔ (تبیان)

دوسری تفسیر یہ ہے کہ کتاب سے مراد وہ کتاب ہے جو خدا کی طرف سے ان پر اتاری گئی تھی۔ (مجمع البیان)

اور تیسری تفسیر یہ ہے کہ کتاب سے مراد وہ فرائض ہیں جو ان پر عائد کئے گئے تھے۔ (تفسیر علی ابن ابراہیم)

***

www.drhasanrizvi.org

مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ
رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۰﴾
وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۣ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ
فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۱﴾
وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ
فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا

جو کچھ بھی تم کرتے تھے، ہم اُسے لِکھواتے چلے جا رہے تھے۔" (۲۹) اَب جِن لوگوں نے خدا و رسولؐ کو دِل سے مانا تھا اور (اُس کے نتیجے میں) اَچھے اَچھے کام بھی کرتے رہے تھے، اُنھیں اُن کا پالنے والا مالک اَپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ یہی ہے کھُلی ہوئی واضح، رَوشن اور بھرپُور کامیابی (۳۰) رہے وہ جنھوں نے اَبدی حقیقتوں کا اِنکار کیا تھا (اُن سے پُوچھا جائے گا) "کیا میری آیتیں تمھارے سامنے پڑھی نہیں جاتی تھیں؟ مگر تم نے تکبّر سے کام لیا، (اس لئے) تم مُجرم بن گئے"[1] (۳۱) جب بھی تم سے کہا جاتا تھا کہ "حقیقتاً اللہ کا وعدہ سچّا ہے اور قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں۔" تو تم پوچھتے تھے کہ: "قیامت کیا چیز ہوتی ہے؟ ہم تو بس (اِس کے آنے کا ایک ہلکا

[1] یہ پورا فقرہ کافروں سے خطاب کر کے قیامت میں کہا جائے گا۔ صیغہ غائب سے صیغہ مخاطب میں منتقل ہو جانا کلام میں اثر اور قوت پیدا کر دیتا ہے یہ بات عربی اسلوب کلام میں عام تھی اور اس کو صفت التفات کہتے ہیں اور یہاں اس کا مقصد غصہ اور سزا کی شدت کا اظہار ہے۔ (ماجدی)

***

www.drhasanrizvi.org

ظنا وما نحن بمستيقنين ﴿٣٢﴾
وبدا لهم سيئات ما عملوا وحاق بهم ما كانوا
به يستهزءون ﴿٣٣﴾
وقيل اليوم ننساكم كما نسيتم لقاء يومكم هذا
ومأواكم النار وما لكم من نصرين ﴿٣٤﴾
ذلكم بأنكم اتخذتم ايت الله هزوا وغرتكم

سا) گمان سا رکھتے ہیں (کہ شاید وہ آئے) مگر ہمیں اُس کے آنے کا یقین نہیں ہے" (۳۲) (اِسی بے یقینی کا منطقی نتیجہ یہ ہوا کہ) اُن کے بُرے کام بالکل کھُل کر اُن کے سامنے آگئے جو اُنھوں نے کئے تھے اور اُسی (قانونِ مکافاتِ عمل کی جہنّم) نے اُنھیں چاروں طرف سے گھیر لیا جس کا وہ مذاق اُڑایا کرتے تھے (۳۳) اور اُن سے کہہ دیا گیا کہ "آج ہم تمھیں اُسی طرح بھُلائے دیتے ہیں جس طرح تم نے اِس دِن کی (ہم سے) ملاقات کو بھُلا دیا تھا۔ اَب تمھارا ٹھکانا جہنّم کی بھڑکتی ہوئی آگ ہے اور اَب تمھارے کوئی مددگار بھی نہیں ہیں (۳۴) تمھارا یہ انجام اِس لئے ہوا کہ تم نے اللہ کی باتوں، آیتوں، دلیلوں اور نشانیوں کو مذاق بنا رکھا تھا[1] (کیونکہ) تمھیں

---

[1] آیات اللہ یعنی خدا کی خاص نشانیاں اصل میں آئمہ معصومینؑ ہیں آیت کا مطلب یہ ہے کہ ٹھٹھا کرنے والوں سے کہا جائے گا کہ تم انہیں کو مذاق بنایا کرتے تھے (تفسیر صافی صفحہ ۴۶۲ بحوالہ تفسیر قمی)

وہ مذاق اڑانے والے نہ تو وہاں کوئی جواب دے سکیں گے اور نہ ہی ان کا کوئی عذر ہی قبول کیا جائے گا۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۶۲ بحوالہ تفسیر قمی)

مقصد یہ ہے کہ جہنمیوں کے واویلا مچانے پر ان کی طرف توجہ نہیں کی جائے گی اور یہی عدل و حکمت کا تقاضا ہے۔ اور نہ ان سے خدا کی رضا جوئی کا مطالبہ کیا جائے گا اس لئے کہ خدا کی رضا حاصل کرنے کی جگہ تو دنیا کی زندگی ہے۔ دنیا میں توبہ اور اپنی اصلاح کے ذریعے وہ خدا کی رضا حاصل کر سکتے تھے۔ لیکن اب اس کا وقت گذر چکا ہے اور یہ ان کی انتہائی مذمت ہے کہ ان کے انجام کی بربادی پر خدا کا شکر اور تعریف کی جا رہی ہے۔ (تبیان، مجمع البیان)

***

www.drhasanrizvi.org

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا
هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۳۵﴾
فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۶﴾
وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۖ وَهُوَ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۷﴾ ع

دُنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔ تو
آج وہ جہنّم سے بھی نہیں نکالے جائیں گے اور
نہ اُن سے یہ کہا جائے گا کہ معافی مانگ کر اپنے
مالک کو راضی کرلو ﴿۳۵﴾

غرض تعریف اور شُکر اللہ کے لئے ہے جو
آسمانوں اور زمین کا بھی پالنے والا مالک
ہے ﴿۳۶﴾ اور مالک ہے تمام جہانوں کا بھی۔ زمین
اور آسمانوں میں بڑائی اُسی کے
لئے ہے۔ اور وہی زبردست
طاقت والا، عزّت والا بھی ہے
اور گہری حقیقتوں کی بِنا پر دانائی
کے ساتھ بالکل ٹھیک کام
کرنے والا بھی[1] ﴿۳۷﴾ ع

[1] خدا سب پر غالب اور زبردست ہے۔ وہ جب چاہے اپنی بڑائی کا اعلانیہ اظہار کر کے سب کی بڑائیوں کا خاتمہ کر دے۔ مگر وہ اپنی صفت حکمت کی وجہ سے اپنی کبریائی کا اظہار اس شان بان سے نہیں کرتا۔

ع ۴ ۲۰

محمد اقبال ... حنیفہ
ایڈمنسٹریشن آفیسر محکمہ اوقاف

میں نے اس Holy Quran کے پارہ نمبر (۲۵)
کو حرفاً حرفاً خود پڑھا ہے اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ اسکے متن میں کوئی کمی
نہیں ہے اور زیر، زبر، پیش، جزم وغیرہ درست ہیں۔
دوران طباعت اگر کوئی زیر، زبر، پیش، جزم، مد وغیرہ ٹوٹ جائے
تو اسکی ذمہ داری ہمارے ذمے نہیں ہے۔

حافظ شفیق احمد زاہد سعیدی
منظور شدہ پروف ریڈر

www.drhasanrizvi.org

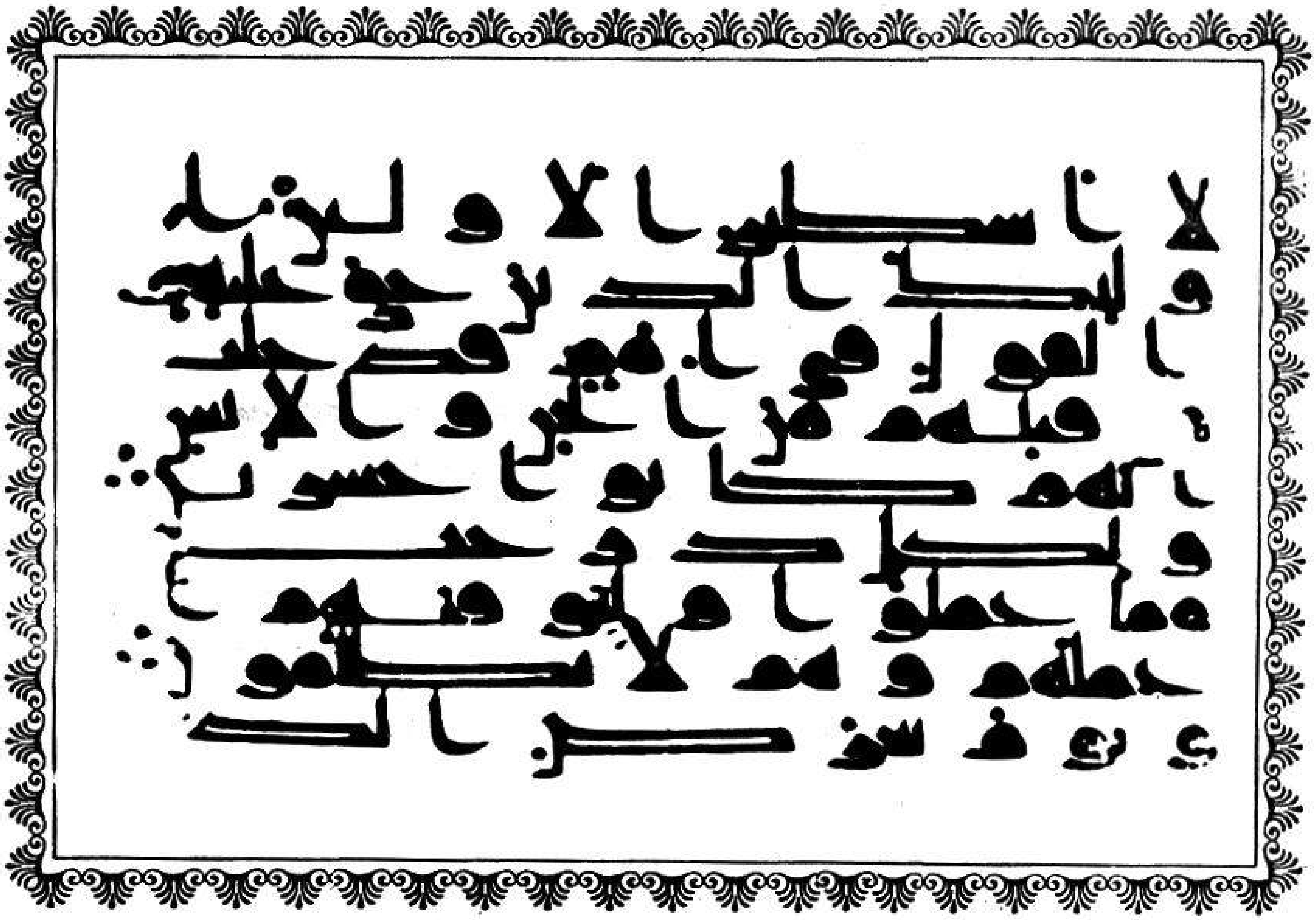

حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن مجید کا ایک ورق

نزولِ قرآن کا مقصد اور عبادت کی حقیقت

○ ......"اور ہم نے قُرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کردیا ہے۔ تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟"

(القرآن: سورہ قمر: ۵۴۔۱۷)

○ ......"یہ (قرآن) بڑی برکت والی کتاب ہے جس کو ہم نے آپ پر اُتارا ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور و فکر کریں اور تاکہ عقل والے نصیحت حاصل کریں"

(القرآن: سورہ ص: ۳۸۔۲۹)

○ ......"تلاوت بغیر تدبّر، غور و فکر کے نہیں ہوتی"

(الحدیث)

○ ......"عبادت یہ نہیں کہ تم کثرت سے کھڑے ہو کر نمازیں پڑھے جاؤ اور لمبے لمبے رکوع اور سجدے کیے جاؤ۔ بلکہ عبادت یہ ہے کہ اللہ کے کاموں اور آیتوں پر غور و فکر کیا جائے۔"

(الحدیث)

○ ......"ایک گھنٹہ غور و فکر کرنا ستر (۷۰) سال عبادت کرنے سے بہتر ہے"

(الحدیث)

میزان فاؤنڈیشن

اِسلامک ریسرچ سینٹر

عائشہ منزل چوک، فیڈرل بی ایریا نمبر ۶ شاہراہِ پاکستان، کراچی

0345-2443358

0315-8200311, 0321-8475550, 0300-4496512

Email: mz.foundation@hotmail.com

کتبہ: سیّد جعفر صادق

Printed by System Graphics Karachi

ایڈیشن: 2012-13